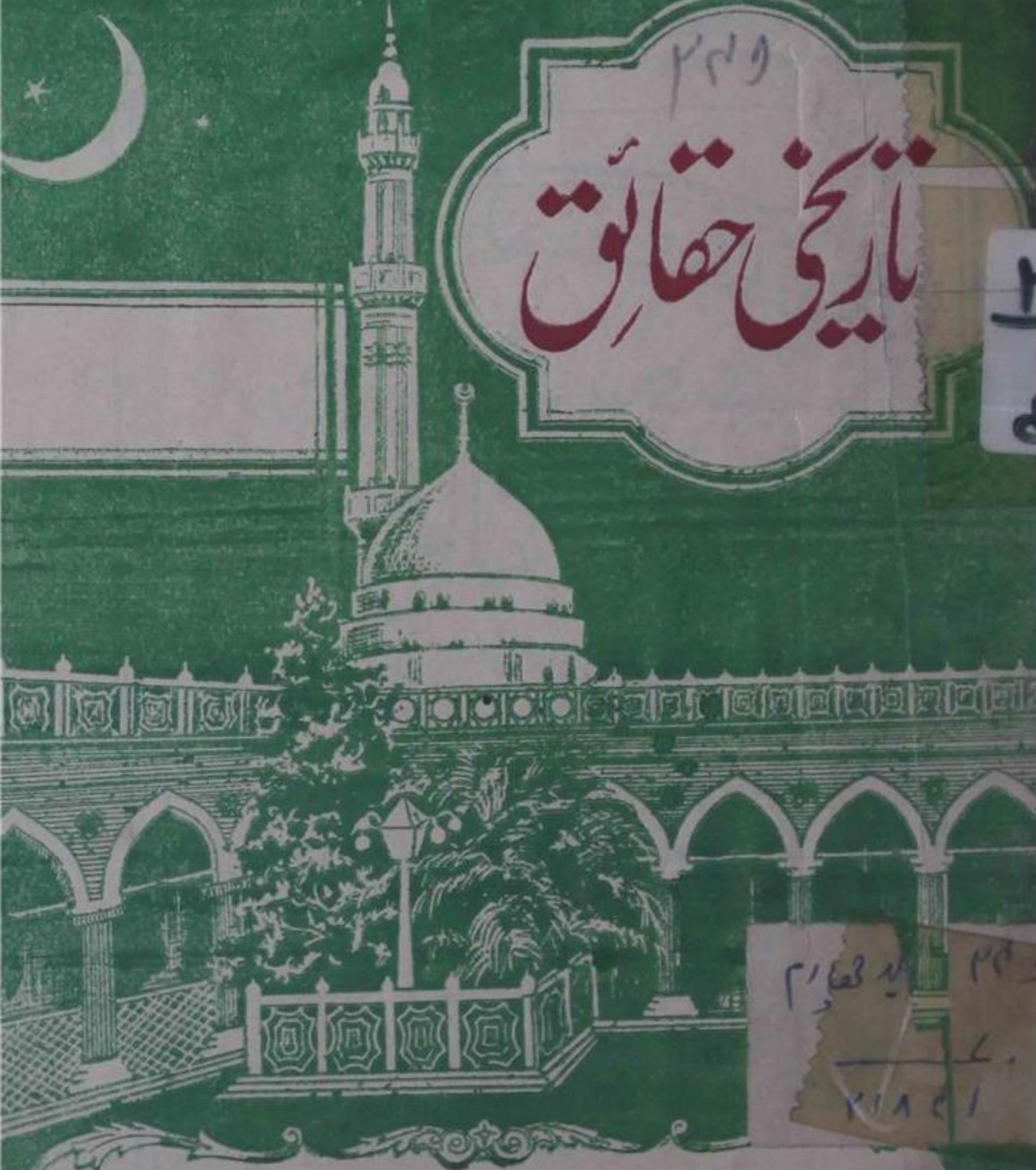


۱۹۴۷

تاریخی حکایات

۱۹۴۷



۱۹۴۷

KIA C.I.

نیشنل پرینٹنگ سسٹم دریوار دہلی صنعتی

کتب خانہ رضویہ چوکے دالمگران لاہور



نَّا اللّٰهُ
جَلَ جَلَ

سَهْنَ اَكَلَّوْهُ وَالْفَتَنَ بِهَا يَطْلُعُ مُحَمَّدُ الرَّشِيدُ حَلَانَ

پنڈت نہر کے درہ عمودی عروج کیا ہم معلوم انی موئی قسماں

مارخی حفاظ

(جو ماہنامہ "ماہ طبیہ" کو طلبی لوٹی راں خصلع سیال کوئی میں محبر
شہر سے اپریل ۱۸۵۷ء تک لختہ ان مورخ" مسلسل پندرہ
قطعوں میں شائع ہوئے۔ اور اس کے بعد فارسیں کے اصرار پر انہیں
کتابی صورت میں جمع کر دیا گیا)

اذ قلم

سَمَّا الْحَاجُ الْبَدَاؤْدُ مُحَمَّدُ صَادُقٌ حَنَّا خَطِيْبٌ زَغْنَةُ الْمَسْأَمَةُ الْمَسْلَمُ الْجَزَّازُ

ناشر

رضویہ کتب خانہ چوک والکرال لاہور

فہرست مصنایں

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار | صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|------|---|-----------|------|--------------------------------------|-----------|
| ۲۷ | نجدیوں کا نہر پر بہر دسہ | ۱۵ | ۵ | وٹاپی کی اسلام و شمنی و لکھر و عقی | ۱ |
| ۲۸ | نہر و نجدی محبت کا مظاہرہ | ۱۶ | ۶ | دایت کی کہانی جیسی احمد کی زبانی | ۷ |
| " | نجدیوں کی نہرو سے استمداد | ۱۷ | ۷ | وٹاپیت کا دورہ جدید | ۳ |
| " | دورہ نہرو کی یادگار | ۱۸ | ۸ | دہلی عقائد و نظریات | ۴ |
| ۲۹ | نہر کا پُر جوش الوداع | ۱۹ | ۹ | بے دینوں سے احتساب کے | ۵ |
| ۳۰ | وٹاپیوں کی دیانت | ۲۰ | | ستعلق احکام رہنمی | |
| ۳۱ | نجدیوں کا نعرہ رسول اللام | ۲۱ | ۱۰ | نجدی تو حیدگانند صی کی سعادت پر | ۶ |
| ۳۲ | نجدی و ڈلائی دیوبندی دہلی کی نظر میں | ۲۲ | ۱۱ | بھارت میں شاہ سعود کی سرگرمیاں | ۷ |
| ۳۳ | امت دیوبندی سے ایک اہم سوال | ۲۳ | ۱۲ | نہرو کو نجدیوں کی دعوت | ۸ |
| ۳۴ | نجدی اور نہرو | ۲۴ | ۱۳ | نہرو کے استقبال کا پردہ گرام | ۹ |
| ۳۵ | نجدی اور مرزا فیض | ۲۵ | ۱۴ | نہرو کے قصیدے | ۱۰ |
| ۳۶ | نجدیت مرزا ایٹ کا ملاپ | ۲۶ | ۱۵ | نجدی اور نہرو | ۱۱ |
| ۳۷ | امریکیہ میں نجدیت کے جلوے | ۲۷ | ۱۶ | نجدی میں نہرو کی آمد پر نجدی تھی حید | ۱۲ |
| ۳۸ | نجدی تو حید داشٹنگٹن کی قبر پر | ۲۸ | ۱۷ | کے مظاہر سے | |
| | | | | سپاس نہر | ۱۳ |
| | | | | نجدی میں گیتا بھلی کے بھجن | ۱۴ |

| نرخ شمار | مضبوط | صفحہ | مکان | مفسون | صفحہ |
|----------|---------------------------------|------|---------------------------------|-------|------------------|
| ۲۹ | نجدی توحید کی نگی تصویر | ۳۱ | دشرا پسندی | ۴۵ | ۳۰ |
| ۳۰ | پاکستان میں نجدی توحید کی | ۳۳ | دیوبند میں راجندر پرشاد کے | ۴۹ | استقبال کی تیاری |
| ۳۱ | سرگرمیاں | | | | |
| ۳۲ | قصیدہ کو سلامی | ۴۶ | راجندر پرشاد دیوبند میں | ۷۰ | |
| ۳۳ | تجددت کی کہانی اخبارات | ۴۷ | دیوبندی شاعر کی نظم "باقو تھیڈ" | ۷۱ | گاندھی |
| ۳۴ | رسائل کی زبانی | | | | |
| ۳۵ | نعاد کا پیغام شاہ سود کے نام | ۴۵ | راجندر کی خوشی میں شیرنی | ۷۲ | |
| ۳۶ | دیگر اداء عل کے تصریے | ۵۱ | راجندر پرشاد کا جلوس | ۷۳ | |
| ۳۷ | شاہ سود کی نگہ دسلا محرکہ | ۵۵ | راجندر کے احترام میں قیام | ۷۴ | |
| ۳۸ | نہرو کے ایجنسٹ و مبلغ | ۵۷ | خالص ترک دلکفر نوازی | ۵۰ | |
| ۳۹ | نہرو لانگرس اور گاندھی پستی | ۵۹ | نجدیوں کے ابتدائی حالات | ۷۸ | |
| ۴۰ | گاندھی کا یوم شہادت اور | ۶۰ | ابن سود کی انگریز ایجنسٹ | ۵۲ | |
| ۴۱ | الیصال ثواب | | نجدی نظام حکومت | ۸۰ | |
| ۴۲ | الحجاج نہرو | ۶۱ | دہلی شاہوں اور شہزادوں | ۵۴ | |
| ۴۳ | گاندھی کو دو شہزادوں کا ثواب | ۶۳ | کی عیاشیاں | ۸۱ | |
| ۴۴ | گاندھی پر درود | ۶۴ | ایک نجدی وزیر شاہ فرعون | ۵۵ | |
| ۴۵ | حسین احمد کا بولہبی نظریہ | ۶۴ | سود کی ایک سازش | ۵۶ | |
| ۴۶ | دیوبندی علماء کی اشتغال انگریزی | ۶۵ | نجدی وہابی تحریک | ۵۷ | |

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار | صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|------|---|-----------|---------|--------------------------|-----------|
| ۱۰۶ | ایک شرمناک بیت ان | ۶۰ | ۹۷ | نیا مذہب | ۵۸ |
| ۱۰۹ | اسکیل کی مسلمانوں سے لڑائی | ۷۱ | ۹۳ | تجددی فتویٰ اور جہاد | ۵۹ |
| ۱۱۲ | چندہ کی ہم اور علیش دعڑت | ۷۲ | ۹۵ | وہابیوں کی تکفیر ہاتھی | ۴۰ |
| ۱۱۳ | وہابیت کا فروع | ۷۳ | ۹۴ | عقائد وہابیہ | ۴۱ |
| ۱۱۴ | اقدار کی خوشی | ۷۴ | ۹۹ | ابن سعود کا کارنامہ | ۴۲ |
| ۱۱۵ | انگریز کی ایجنسی | ۷۵ | ۱۰۰ | اسکیلی وہابی تحریک | ۴۳ |
| ۱۱۹ | اسکیلی حکومت کے کرشمے | ۷۶ | ۹۰ | اسکیلی فتنہ کی ابتداء | ۴۴ |
| ۱۲۱ | اسکیلی حکومت کا عربیک حشر | ۷۶ | ۱۱۳-۱۱۴ | اسکیلی جہاد کی کہانی | ۴۵ |
| ۱۲۲ | سید احمد و اسکیل کی نام نہاد تہہا | ۷۸ | ۱۰۳ | سید الال در احمد رام | ۴۶ |
| ۱۲۳ | نجدی حکومت کے کارنامے | ۷۹ | ۱۰۴ | اسکیل و سید احمد کے ساتھ | ۴۷ |
| ۱۲۵ | نجدی حکومت میں حکومت کی سزا | ۸۰ | | اسکیل کی عقیدت | |
| ۱۲۶ | نجدیت کی کہانی احادیث تسلیفیہ کی زبانی | ۸۱ | ۱۰۴ | وہابیوں کی انگریز دوستی | ۴۸ |
| | | | ۱۰۴ | قرنیداں نجدیت کی نشانیاں | ۴۹ |
| ۱۳۲ | رسول پاک کی نجدیں سے بڑا دیسی اور وہابیوں کی محرومی | ۸۲ | | | |

ہر قسم کی دینی- مذہبی- روحانی- ایمانی کتب خریدنے کے
لئے نوری کتب خانہ بازار و امام حسین ہرگز کو پاؤں پاریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اَلٰلٰہٗ وَصَحْبِہِ اَجْمَعِینَ

تجدیدت و مایہت کی کہانی حقائق واقعیات کی زبان

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے! ۔ خصوصاً تجدیدت کی اس دبائے!
 تجدیدی دنیا فرقہ ہارھوی عدی ہجری کی پسلیہ دار ہے۔ یہ فرقہ اپنی ابتداء سے
 لے کر آج تک مسلمانان اہلسنت کے ایمان و حجت کا دشمن ہے اور مجبو بان خدا۔
 حضرات انبیاء و اولیاء کرام خصوصاً سرکار محمد مصطفیٰ علیہ و علیہم السلام العلیٰۃ والسلام
 کی عزت و احترام اور عظمت و شان کا سخت مخالف ہے۔ وہاں مسلمانوں کو
 کافرات و ان کے عقائد کو شرکیہ عقائد قرام دے کر ان سے بیزاری کااظہار کرتے
 لیتے ہے جو جرأتے بلکہ واجب القتل سمجھتے ہیں اور ہم پھلے تو ایسا کر بھی گذر تے ہیں
 مگر جو واقعی اسلامی تعالیٰ پکے اور بطن اسلام کافروں شرک اور رب پرست ہیں (بچکے
 کافر و مشرک ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں) دنیا نہیں کچھ نہیں کہتے بلکہ ان سے
 محبت و پیار کرتے۔ گلے لگاتے اور تعظیم سے پیش آتے ہیں۔ مسلمانوں کو مجبو بان
 خدا سے جو محبت و احترام اور عقائد و نیاز مندی کے تعلقات اور حضرات

ابیاء و اولیائے کے متعلق جو نورانی عقائد ہیں۔ دبائی ان کو شرک و کفر حرام دیند عدالت
قرار دیتے ہیں۔ مگر خود یہی باتیں اور یہی معاملات یہ لوگ کافروں مشرکوں کے ساتھ
کرتے ہوئے ذرا بھی نہ شرماتے ہیں اور نہ خندال تعالیٰ کے ڈستے ہیں۔ دبائیوں کی
اسلام داہل اسلام اور شان رسالت سے دشمنی الیسی کھلی ہوئی حقیقت ہے
کہ جس کا خود دبائیوں، دبیونہ دبیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صدر
دبیونہ کو بھی اعتراف کرنا پڑتا۔ چنانچہ دبائی مولوی حسین احمد نے اپنی کتاب
الشہاب الشاقب میں لکھا ہے۔

”صاحبوا محمد بن عبد الوہاب نجدی (دبائیت کا بانی اور دبیونہ دبیوں، بغیر مقلد و
مدد دبیوں کا بڑا پیشو) ابتدا تیرھو میں صدی نجد عرب سے ظاہر شد اور چونکہ خیاں
باطل اور عقائد فاسد رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہل سنت مجماعت سے
قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبرا پسے خیالات کی تکلیف دیتارہ۔ ان کے اسوال کو غیرت
کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث رحمت و ثواب شمار کرتا
رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل ججاز کو عوام اُس نے آنکھیں شاق پہنچائیں
سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ان غلط
استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدید کے مدینہ منورہ
مکہ معظلمہ چھپھٹ ناپڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شدید
ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک خالم د باغی خونخوار فاسق شخص تھا یہ اُس کا عقیدہ تھا
کہ جبکہ اہل عالم اور تمام مسلمانوں دیارہ مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و
قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور بجاڑ بلکہ واجب ہے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن فان (وہ بانی) نے اس کے ترجیح میں خداوند لوں ہاتونگی
 لصریح کی ہے۔ ”شانِ نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصالحة والدام
 میں وہاں بیہ نسایت گستاخی کے کلمات استعمال کرنے میں اور اپنے کو مسائل ذات
 سرور کائنات خیال کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی
 حق اب ہم پہنچیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات
 ہے اسی وجہ سے قول دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے
 ہیں۔ ان کے بڑوں (محمد بن عبد الوہاب وغیرہ) کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل
 کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لامٹی ذات سرور کائنات سے ہم کو زیادہ نفع
 دینے والی ہے ہم اس سے کتنے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (الثہاب الثاقب ص ۲۷۰ ص ۱۸۰)
 وہاں بیت کا درجہ دیدیں۔ وہاں فرقہ کے ہائی محمد بن عبد الوہاب نجدی
 کی کہانی دیوبندی وہابی کی زبانی آپ سُن پچکے ہیں اور اس کے عقائد فاسدہ
 خیالات باطلہ اور اہل حرمین پر اس کے خاص ظلم و ستم کی داستان بھی پڑھ
 پچکے ہیں۔ اب آئیے اس وہاں بیت کے درجہ دیدیں پر ایک نظر ڈالئے۔ محمد بن عبد الوہاب
 نجدی کے بعد سوئے الفاق سے پھر ایک ایسا وقت آیا کہ انہی نجدیوں وہاں پول
 کا حرب میں طبیین پر اسلط ہو گیا اور نجدی حکومت کے سربراہ عبد الرحمن بن سعود
 نے اپنی نجدی توحید کا خوب مظاہرہ کیا۔ اہل بیت و صحابہ کرام رضنی اللہ عنہم
 کے مزادرات شریفہ بلکہ مساجد تک کو شہید کیا۔ مقامات متبرکہ پر قلع لگایا
 اور پھر بخشایا اور اہل سنت و جماعت کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اُج

کل عبد العزیز این سعود کا لڑکا (سعود) نجدی بانی حکومت کا فرمان روا ہے۔ اس کی بھی
بزرگ مہولیش اسلام و توحید کی تبلیغ کتاب و سُنّت کی نشر و اشاعت اور شرک بدعاویات
کے مٹانے کا فکر و امکنگیر ہے پنا نچہ دہا۔ یوں کے شاہ سعود جس مؤمن اسلامی کے
صدر ہیں اس کی شایع شدہ روپورٹ (۱۳۷۰ھ) کے ٹنک پر ہے کہ "مؤمن
اسلامی بہبود جلد" مبلغین کی ایک الیسی جماعت ترتیب دینے والی
ہے جو الشاء العذر اسلام میں داخل شدہ الیسی تمام بدعاویات و خرافات
کو خارج کر سکے گی۔ جو قرآنی نقطہ النظر سے بعض ہمہل ہیں۔" دین اسلام کی عقائد و
حریمتوں کا اعتراف کرنے کے لئے فرمادی ہے کہ ان ہمہل افراد بے بنیاد اعتقدات
کو مسترد کر دیا جائے۔ جو اس کی اصلیت کو منع کئے دیتے ہیں ڈا.
پنا نچہ۔ اس نجدی شاہ سعود کے حکم سے جو رسالہ مسائل حج مطبوعہ
معطیح حکومت سعودیہ شائع ہوا ہے اس میں ان "بدعاویات و
خرافات اور بے بنیاد اعتقدات" کی نشان دہی یوں کرائی گئی ہے کہ
(۱) کسی معین اور خصوص قبر دروضۃ محدثۃ علیہ التحیۃ والثناء مکی زیارت
کے لئے سفر کرنا ایک مذموم بدعت ہے اور زیارت قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ترغیب یہ جو احادیث وارد ہیں۔ اس قسم کی تمام احادیث فسیف
اوہ ان میں سے بعض سوچنے بھی ہیں۔ حضور کے روشنہ پاک پر جلنے کی کوئی
حمردیت نہیں۔ جس مقام پر نہ ہو دہیں یہ درود بھیج دد" (رسالہ مذکورہ ملخصہ و
محصر ۱۴۲۵)

۱۔ "خاص بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر دعا کرنا بدعت

ہے ۱۰۳

۴۔ لوگوں کا قبر شریف کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہئا اس قدر بدترین منکرات میں سے ہے جو کہ انسان کے ایمان کو فاسد کر دیتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ جن زیارت کرنے والوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ میت کے اپنی حاجت طلب کریں یا دعا کر نماز پڑھیں یا اس کی قبر کے پاس دعا کیں یا اس پر جو تصریح اور لکڑیاں لگی ہوئیں انہیں چھوپیں اور ان پر ہاتھ پھریں وغیرہ وغیرہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے تمام امور مخفی بودعت و مگر اب اور شرک کے وسائل ہیں۔ بجز نبویہ کی جایسوں لہو ر دیواروں کو چھپنا اور ان سے لپٹنا ایک تحریم عمل اور احتیاط بہالت اور خغلت کی دلیل ہے (صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۱)۔

۶۔ (ملکہ میں) مسجد حمزہ رعنی اللہ عز وجلہ یا مسجد جبل ابو قبیس اسی طرح وہ مقام کہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی تھی۔ یا جبل جہاں پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی تھی یا وہ یہاڑ کہ جہاں اساعیل علیہ السلام کی بجا تقریباً نی ہوئی تھی وغیرہ وغیرہ دیگر ایسے مقامات و آثار جو لوگوں میں مساجد تعمیر کر دی گئی ہیں ان مقامات یا اس قسم کے دیگر مقامات کی زیارت کا فعیدہ کرنا اور ان میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا یہ تمام امور مخفی بودعت ہیں۔ جن سے تجنب (پرہیزا کرنا) اجب ہے وہ

۷۔ بعض عوام اپنی رندامہ (پکار) میں دفعہ فرمہ اور طلب منفعت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ (سد طلب) کرتے ہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ان کا یہ فعل شرک اکبر دبت پوچنے سے بھی بڑا شرک ہے

حق تعالیٰ نے آپ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ لوگ انہیں پکاریں اور ان سے استغاثہ کریں اور دا اس لئے بھیجا ہے کہ وہ قضاۓ حاجات اور وفع کربات کے لئے خدا اور بندوں کے درمیان داسطہ ہوں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور سے دنیا میں شفاقت کا طلب کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (درستہ مذکور ص ۵۹-۶۰)

۷۔ (کعبہ تشریف) کے لئے یمان کو چونا یا اس پر ہاتھ پھر کر چوم لینا جائز نہیں۔ خاد کعبہ کے ذیگر ارکان کا استلام کرنا یا اس کے پردے پر کرا کر لٹکنا یا ان کو چومنا یا اپنے سینے یا پیٹ کو بیت اللہ سے لگانا سوا ملتزم کے یہ تمام احادیث محدث و بدعت ہیں۔ خاد کعبہ کے پشتہ پر ہاتھ پھرنا یا اس پر سجدہ کرنا بھی غیر مسنون (بدعوت) ہے (ص ۲۳)

نجدی جوش و تبلیغ و جہاد۔ یہ ہے نجدی توحید کا جوش و ہبھی شاہ بدعات کے خلاف جہاد۔ یہ ہے نجدی حکومت اور ہبھی شاہ سعود جس پر تمام دنیوی دلیل بندیوں بغیر مقلدوں، مودودیوں اور نازی ہے۔ جس کی تعریفوں کے وہابی پل یادھتے اور بلندی اقبال کے لئے دعا میں کرتے ہیں اور جس سے ہندو پاکستان کے ملا بیوں کو مذہبی پھیلانے کے لئے بڑی بڑی رقمیں ملتی ہیں۔ اور ہر میں میں جائے والے دلیل مولوی جس کے نہماں ہوتے ہیں۔ حضور بنی کریم رضیٰ و رحیم علیہ الرحمۃ والتسلیم اور حضور کے نیاز مند غلاموں مسلمانوں کے متعلق تو دلیل بیوں کے فتویٰ اور ان کا عدالت بھرا رہیا آپ نے دیکھ لیا۔ آپ آئیے کافروں مشرکوں اور

ہندو یونیورسٹیوں کے ساتھ دہلی یونیورسٹیوں کے تعلقات و معاملات آپ کو دکھائیں۔ لیکن اس سے پہلے ڈرائیور آیا تھا مبارکہ سن لیجئے تاکہ ”دہلی یونیورسٹیوں کی توحید اور عمل بالقرآن اور اتباع عَبْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“ کا لفظ پر رسمی طرح آپ کے سامنے آجائے۔

”آیاتِ مبارکہ“

(۱) يَا يَاهَا النَّبِيُّ جَاهِدُ الْكُفَّارَ وَالْمُنْقَبِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ طَالِيَةً —

اے بنی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

(۲) يَا يَاهَا النَّبِيُّ أَمْنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يُقْرَبُوا الْمَسْجِدُ حَلْلٌ
الآیہ۔ اے ایمان والمشترک نرے ناپاک ہیں۔ تو وہ مسجد حرام کے پاس بھی نہ
آنے پائیں۔

(۳) فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ الَّذِيَ — تَوْيَادَ أَكَّرَهَ پُر
ظالموں کے پاس بھی نہ بڑھے۔

(۴) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكُونَ فِي نَارِ جَهَنَّمِ خَلَدُونَ
فِيهَاذَا وَلَئِنْكُ هُمْ شَرُّ الْبَوَّابِيَه — بیشک بختنے کافر ہیں کتابی اور مشترک
سب جہنم کی آگ میں ہیں ہیں کہیشہ اس میں نہیں گئے وہ لوگ تمام ”محکوم“ کے
بعد تھے ہیں۔

(۵) حَمْدُ رَسُولِ اللَّهِ مَا طَعَ النَّبِيُّ مَعَهُ اشْدَاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ
بَيْنَهُمُ الَّآيَه — محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ دے ائے کافروں پر
سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ”صَاحِبِهِ“

کرام رضی اللہ عنہم کافروں پر ایسے سخت تھے اور یہاں تک اختیاط کرتے تھے کہ کہیں ان سے کچھ کپڑے کافروں کے کپڑوں اور ان کے جسم کافروں کے جسموں سے بھی نہ چھو جائیں۔ (تفہیم در ح البیان)

(۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَخْذِنُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْ لِيَاءُ بَعْضِهِمْ أَوْ لِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتُولَّهُم مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي النَّقْوَمَ الظَّلِيمِينَ ۖ — اسے ایمان واللہ! یہ دل نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپ میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے دیستی کرے ان سے تو یہ انہیں میں سے ہے۔ یہ شیک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

(نور ط) دہبیوں نجدیوں کے علاوہ ان صلح کی حضرات کو بھی ان آیات مبارکہ پر خاص غور کرنا چاہیے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ”جی سب اچھے ہیں کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ یہ مولوی لوگ تو بہت متھب سخت اور تنگ نظر ہیں“۔

آدم پر مرطلب: - بھی آپ نے دیکھ لی اور ظالموں کافروں کے متعلق ارشادات خداوندی کو بھی پڑھ لیا۔ اب اس کے بالکل برعکس نام نہاد توحید کے علمبرداروں دہبیوں کی مشترک دوستی ہند و نوازی اور کافروں سے گٹھ جوڑ پر در انظر فرمائی ہے۔

نجدی وزیر اعظم گاندھی کی سعادھی پر

ایک سعودی نجدی کا لڑکا سعودی ہرب کے موجودہ پادشاہ کا چھوٹا بھائی اور

نجدی سعودی حکومت کا وزیر اعظم امیر فیصل شہزادہ میں ہندوستان پہنچا تو بھارتیوں نے اس کے استقبال میں "بھارت سعودی عرب زندہ باد" را جکھا رہ سعودی عرب زندہ باد کے نعرے لگائے، امیر فیصل نے بھارت میں قیام کے دوران میں ڈاکٹر راجندرا پرنسپل اور پنڈت نهرو سے ملاقاتیں کیں اور راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سماں صدر پر مچول چڑھانے کئے۔ نیز ایک گاؤں رتن گڑھ میں آشریف لے گئے۔ جہاں دیہات سدھار کا کام دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ وہیں دس ہزار روپے کا عطیہ عناصر فرمایا۔ دنوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء) تحریت کا متعاصم ہے کہ ایک طرف تو وہ نیپہ پاک میں روختہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و پنجدی حکومت کی طرف سے نجدی سپاہی نیپہ کے لئے مقرر ہیں۔ جو روختہ پاک کی طرف پشت کر کے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جن کا فریبی کام ہے کہ کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و روختہ پاک کی نورانی جالیوں کے قریب نہ آئے۔ مانع باندھ کر سلام عرض نہ کرے اور دعا نہ مانگے اور جو الیسا کرتا ہے اس کو دھکے دیئے جاتے ہیں۔ اور کہ پیٹا جاتا ہے۔ اگرچہ مستورات ہی رحل۔ اور دوسری طرف اسی نجدی حکومت کا وزیر اعظم امیر فیصل اسلام و اہل اسلام و پاکستان کے دشمن مشرق بخس گاندھی کی سماں صدر مڑھی (پر مچول چڑھاتا ہے۔ تو نہ نجدی توحید میں آہال آتا ہے اور نہیں نجدی حکومت حرکت میں آتی ہے۔

تفہیمی بے دینی پر آء اے نجدی وہابیہ

تو ہوں سے تجھ کو امیدیں خدا اے نا امیدی
تجھے بتا تو ہی اور کافری کیا ہے

ہائے

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیوں کلہ پڑھانے کا بھی احسان گی
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گی

چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں.....

دہلیوں کے چھوٹے میاں امیر فیصل کے بعد بڑے نجدی میاں ابن سعود کے
بیٹے امیر فیصل پکے بڑے بھائی نجدی حکومت کے شاہ سعود جب ہندستان
آئے تو ”شہزادے“ کے میں دودھ آپ نے ہاچل پر دلیش کے لوگوں کا بیٹھ
کیا ہڈا لوک ناج کا ایک پروگرام ذیکر کیا اور جناب صدر ممتاز وزیر اعظم خواہیں۔
اور راجندر پوتا کے جواب میں شاہ سعود نے تقریر فرمائی۔ مدرسہ دیوبند کو
چیس ہزار روپیہ دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے لفظیں ہے کہ ہندستان اور سعودی
عرب کے اتحاد اور دوستی کے رشتے ہمیشہ مقبول رہیں گے (اخیار سیاست
کا نپور سار دسمبر ۱۹۵۵ء)

نیز بجادت کے مظاوم و بے بیس مسلمانوں پر نوازش فرمانتے ہوئے ظالم
نہاد کے ظلم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بیان بھی دارغ دیا۔ کہ ”میں بخارتی
مسلمانوں کے حالات سے مطلص ہوں۔ ان کے ساتھ منصاعات بزٹاؤ ہو رہا
ہے“ (اخبار مغربی پاکستان ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء کوہستان لاہور ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء)

نیز ان دنوں مکہ میڈیو نجدی شاہ سعید کے دورہ ہندوستان کا ریکارڈ کیا
ہوا حال سنارہ تھا۔ جس میں ہمارے جلسوں۔ دعوتوں۔ تقریروں کا خلاصہ ہوتا
ہوتا تھا۔ اس پرہ گرام کے پہلے اور بعد اور درمیان میں جو موسمی پیشی کی جاتی وہ
ہندوستانی علموں کے گیتوں کی موسمیتی ہوتی۔ جس میں خالص ہندو دانے مذہبی
فلکوں کی دھنیں بھی شامل ہوتیں اور آرتی وغیرہ کے پس منظر میں ساز بھی مجھتے تھے
(دہ مذہب نامہ غریب طائپ در س) جنودی لاهور

تعجب کی جائے ہے وہ وہابی اور نجدی شاہ سعید بن کے فرزدیک مخالف سبلاد
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ثرکت ہرام ہے جن کے فرزدیک بارگاہ رسالت
میں سلام و قیام مشرک و بدعت ہے۔ جو درود و لعنت تحریف کو بدعت کہتے
اور مذاق اڑاتے ہیں۔ جو مسلمانان اہل سنت کو مشرک و احتجب القتل کہتے اور
فضائل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث پر طرح طرح کی جریان کرتے اور
مستند احادیث کو جھٹ فیجف و موضوع کہہ دیتے ہیں۔ وہی وہابی اور نجدی شاہ
را جندر پرشاد مجاہدتی دزراوہ خواتین (ظاہر ہے کہ امراء و دزراوہ کی مجالس میں
بیٹھنے والی خواتین بے پرہ ہوتی ہیں) کے جلسے میں ثرکت کرتے۔ تقریب فرماتے
ہیں اور ناج دیکھتے ہیں۔ نجدی میڈیو ہے ہندوستانی علموں کے گیتوں کی
موسمی خالص ہندو دانے مذہبی علموں کی دھنیں نشر کرتے اور ساز بجا تے ہیں
ہندوؤں کافروں اور لا دین سٹریٹ سے بیٹھتے کے لئے اتحاد و دوستی کا مخفی ط
رکشہ قائم کرتے ہیں اور صرف نہرو کے کہنے اور اسکی خوشخبری کی خاطر بجا تے
منظوم مسلمانوں کے متعلق یہ کہہ کر کہ ان کے ساتھ منصفانہ برناو ہو رہا ہے۔

اپنے کے زخمیوں پر نمک پاشی کرتے ہیں آہے
سلطتِ توحید قائم ہجی نمازوں سے ہعنی؟
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہن اخو گئیں

نہرو کو نجد لیوں کی دعوت!

نام نہاد علم برداہاں تو حیدر عدیان عمل بالحدیث (ولایوں) کے شاہ سعود و
دریہ اعظم امیر فیصل نے بھارت میں ہندوؤں مشرکوں کی دعویٰ تینیں اڑانے۔ گاندھی
کی سادھر پیغمبر چڑھاتے نہرو کے نری سایہ اپنے نترے دراج کمار سعودی
عرب زندہ باو) لگوانے۔ جلوس فلکو اتے اسکی خوشبوی کے مقابلے بیان ہیئے
اور تائیخ دیکھنے کے بعد نہرو کا حق تینک ادا کرنے کے لئے اس ظالم بھس کا فر
کو " سعودی عرب" آنے کی دعوت دی چنانچہ ستمبر ۱۹۵۶ء کے آخر میں نہرو نے
سعودی عرب بجائے کی تیاری کی۔ عین انہی دنوں میں ہندوستان میں ایک
رسوائے عالم کتاب " مذہبی رہنمای" (جس میں بُنی اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم (فداہ امی دابی) کی ذات مبارک پر تاباک محلے کئے گئے تھے، کی اشاعت
کے خلاف ہندوستان کے مسلمان احتجاج کر رہے تھے اور نہرو حکومت میں
اس کتاب کی منبسطی کی بجائے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا تھا۔ ان کی عزت دمال
کو لوٹا اور قرآن پاک و مساجد کو جلا یا جاری تھا (العياذ بالله تعالیٰ) اور ادھر
پاکستان میں بھی بھارت میں اس ناپاک کتاب کی اشاعت۔ تو ہیں شان
رسالت۔ اور مسلمان بھائیوں پر نہرو حکومت کے انسانیت سوز مظالم کے

خلاف۔ زبردست مختارہ رے ہو رہے تھے۔ خود مرشی پنجاب کے بعض ہندو اخبار و پر بجات سنار۔ بلاپ، بھی ”نہ ہی رہنمائی مذمت کر تھی موت نہرو حکومت سے اس کی اشاعت پر پابندی لگانے کا مطالبہ کر رہے تھے (نوائے وقت ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء) مگر مجدهی سعودی حکومت اس معاملہ میں بالکل خاموش تھی۔ اند دہلی شاہ ستوڑ نہرو سے استجایح کرنے کی بجائے اس کے استقبال کرنے کی تیاری میں معروف تھا۔ مجدهیوں کی یہ روشن مسلمانوں کے تازہ ناخوشی پر گویا نکل پاشی تھی۔ جس سے ان کی بے چینی و اضطراب میں مزید احتفاظ ہو گیا۔ اور حب نے بیک زبان سعود سے مطالبہ کیا کہ وہ اس حالت میں ظالم نہرو کو سعودی عرب آنے کی اجازت نہ دے۔ مگر مرشی فواز شاہ سعود نے پھر عجی کوئی پرواہ نہ کی اور اس کے کان پر چوں تک نہ رکھی۔

نہرو کے استقبال کا پروگرام۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلسم کے پیشہ کہنے اور اس پر پابندی لگانے والے مجدهیوں کی طرف سے نہرو کے ریاضن (مجده) پہنچنے سے پہلے ہی اس کے شاہی استقبال کا یہ پروگرام شائع ہو گی چنانچہ اخبارات میں آیا کہ ”سعودی عرب میں پہلی نہرو کی ہمارات کا ایسا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو اعلاف لیلا کے جاہ و جلال کی یلو تازہ کو دے گی ہر دو طائف کے باخنوں سے کھلاب کے تازہ پھول طیارہ کے ذریعہ ان محلات میں لائے جائیں گے۔ جہاں نہرو قیام کریں گے۔ وزیراعظم (نہرو) اور ان کی پارٹی کے لئے شاہی توپخانوں میں خاص انتظامات کے سجا رہے ہیں۔ ہوائی مستقر کے ریاض میں شاہ

سعود کے نہایت پر شکوہ محل تک، نہرو کو جلوس کی صورت میں لے جایا جائے گا۔ جس کی پیشواں شاہ کا مخالف دستہ اور موثر سائیکلوں پر سوال فوجی کریں گے تمام شاہراہوں کو بجا رہتی اور سعودی پرچمپول سے مزین کیا جائے گا۔

(رد نامہ امر دنہا ۱۹۵۶ء)

نہرو کی تعریف میں قصیدے!

جیب خدا شہ نہرو و سراج محمد مصلطفی علیہ النجۃ والثنا کی نعمت پاک کو ممنون عدو بدعت کیجئے، مٹانے اور چھپانے والے و نایوں کے اخبارات نے نہرو کی آمد کے موقع پر اس کے قصیدے لکھے۔ چنانچہ اخبارات میں آیا کہ ”لکھ مغلب کے ایک روز نامے البلاط السعودی نے پنڈت جواہر لال نہرو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے اداریہ ”بخاری نہرو کو عرب میں خوش آمدیدی“ میں لکھا ہے کہ ”سعودی عرب ایک رہنماد نہرو، کو خوش آمدید کہنے یہ خطر محسوس کوتا ہے۔ مسٹر نہرو ایک الیسی شخصیت ہیں جو بیشہ پہ امن اور حاشمداد ان پالیسی کے قابل ہے ہیں۔ آخر ہیں اس اخبار نے دعا کی ہے کہ امن کا یہ داعی (نہرو) ہزاروں برس بچئے۔“ شاہ سعود کی موت مراسلامی کے سکریٹری کربل انور سادات نے بھی سرکاری روزنامے المجموعہ میں پنڈت نہرو کو ”ایشیانی فرشتہ“ بتایا ہے۔ یہ اخبار لکھتا ہے، ”اسکا ایشیا کے درستہ (نہرو) تم پر اعتماد ہو۔“ آگے چل گر کر نسل سادات لکھتے ہیں۔ مسٹر نہرو کی نرم اور طاقت ادازہ تو پولی کونج سے کہیں فہمادہ با اثر ہے۔ کیونکہ یہ سماں کی علم پرداز ہے۔ دیروز نامہ کو ہستان لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء

وہ نجدی دہانی جن کے فریدیک ایک مسلمان صرف "یار رسول اللہ" نجدی اور تہروا! پکارنے سے مشرک نواحی القتل گردا ناجا تا ہے۔ جن کی حکومت میں مسلمانوں اہل سنت کو اپنے نورانی مسلک پر عمل کرنے کی بنیاد پر بلا و بھروسہ پریشان کیا جاتا ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاڑی کا زمیندار ان مسنونی میں ہر چیز اپنی امت کا سردار ہے دلخوبیۃ الامان، انبیاء و علماء السلام اللہ کی مشان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بلکہ اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے بھی مکتر ہیں (التوحیدۃ الایمان) حضرت ﷺ معطیۃ اعماقۃ التوحیدۃ والثناۃ عاصم اف انوں بھی ایک انسان تھے۔ حضور رسمی کا وسیلہ و سہارہ انہیں۔ درسالہ مسائل حج وغیرہ طلکہ آپ اپنی صاحبزادی سیدۃ النساء العالمین کے بھی کچھ کام انہیں آئکے تھے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دافعِ رحمت، و بلا کہنا شرک سے رفتادی دیں (الشہاب الشافی) انہی نجیبوں کی نظر میں اپنے نہر کی عظمت و شخصیت اور اس کا مقام و اعزاز و احترام دیکھئے۔ وہ نہر جو کھلا ہوا بت پرست، کا خرد مشرک ہے۔ جس نے حیدر آباد، جوناگڑھ اور کشمیر کو غصب کر رکھا ہے۔ جس کی عملہ اندھی سیاست نے مسلمان ملکوں کو ایک ہوش رے کے مقابلہ بنا دیا۔ جس کی حکومت میں مسلمانوں کی عزت، جان و مال پر دشیاں دست و راز کی کی گئی۔ صاحب و مجاہد کی بنے حرمتی اور دینی کتب کے ذخائر کو پائٹال کیا گیا۔ اور گذشتہ تین سال میں شدھی بحریک سے پچاس ہزار افراد کو ہند و بنایا گیا۔ جن میں زیادہ آوراد مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں کی ہے (کوہستان ۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء)

الغرض جس نہرو کی حکومت میں پندرہ لاکھ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ آتا رہا گیا اور اتنی لاکھ کر گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ (کوہستان لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء) جس نہرو کی اسلام و مسلمان دشمنی کے یہ ظالمانہ اور شرمناک کارنالے میں فرمی نہرو ان نجدیوں کا "محبوب" ہے۔ سینئے

نہرو کی آمد پر نجدی توحید کے منظاہرے

دہلیوں نجدیوں کے مرکز دیاض (نجد) میں ظالم د کافر نہرو کا جس طرح استقبال کیا گیا۔ اخبارات کی سریعی اور بعض اقتباسات سے اس کا اندازہ فرمائیے اور دہلیوں کی "شُرُك دشمنی۔ بحدبہ توحید و اتباع حدیث" کی داد دیجئے۔ اخبارات لکھتے ہیں۔

" سعودی عرب میں نہرو کا مر جبانہ نہرو رسول اللہ میں کے پیغمبر نہرو سہم تیرا خیر مقدم کرتے ہیں" اور جسے ہند کے نعروں سے متعقب شاہ سعید نہرو علی پنج شیطان پر ایمان نے آئے۔ سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہرو کے استقبال کے لئے عرب (نجدی) اور تین بھی موجود تھیں۔ پنج ایکٹھے کوئی اور کیدھ بلاک کا دوں میں بیٹھی ہوئی۔ مدرس نہرو کو نقابوں سے جھانگ جھانگ کر دیکھ دی تھیں۔ دیاض پہنچنے پر شاہ سعود نہرو کو گلے سے لگایا۔

سر زمین مجاز پر لیہی مرتبہ بھارتی ترازوں دو جانا گنا۔ جایا گیا۔ پنڈت نہرو جب سعودی عرب کے دارالحکومت دیاض پہنچے تو ہزاروں (چھ ہزار سو ٹو دو) افراد

فے جسی میں شاہ سعود سعوڈی شہزادے دزرادہ اور سعودی فوج کے اعلاءِ افسر شامل تھے۔ نہرو کا استقبال کیا۔ اور ایک فوجی دستے نے نہرو کو گارڈ اف ائم پیش کیا۔ (تعظیٰ قیام دسلام کیا) اس کے بعد نہرو ایک محلی کار میں شاہ سعود کے محل رہوانہ ہو گئے رہتے ہیں مرک پر دو قوی طرف کھڑے ہے ہزارہ دل افراد نے نہرو کو دیکھ کر زندہ باد کے لئے لگائے۔ چوبیس ستمبر کی رات کو شاہی محل الحمرا میں شاہ سعود نے نہرو کے اعزاز میں شاہی ضیافت دی۔ اس کرہ کو زنگ روشنیوں سے سجا یا گیا تھا۔

جب نہرو کرہ میں داخل ہوا تو شاہ سعود نے آگے بڑھ کر ان کی شیر و اف کے کام میں سُرخ رنگ کا ایک گلاب ٹانک دیا۔

حاشیہ جنہ لہ نجہ کے دہبیوں نے نجدی عورتوں سے ایک مشرق نجس کا یوں استقبال کرایا اور گوجرانوالہ کے دہبیوں نے ۷۔ ۸۔ ۹۔ بین الاقوامی ملٹری برمز جمعہ ہفتہ الوارہ اپنی پوتھی سالانہ کافرنیس کی۔ جس میں بڑے بڑے دہبی مودوی شامل ہوئے ان مودویوں کا خوب استقبال ہوا اور زندہ باد کے لئے لگائے گئے کافرنیس کے پنڈال کو فرشہ دتے ہیں بہت زیادہ دوسری..... جیسندلیوں اور درہازوں سے گراتے کیا گیا اور سبیلیں لگائی گئیں۔ نیز جلسہ گاہ میں باعجم خوش دہبیوں نے اپنے اصحاب شہید دہبی کا جشن (د تبرکات) نصب کیا جسے فرط عقیدت سے: ابی چوم رہے تھے۔ ابی کافرنیس میں دہبیوں نے — زنانہ کافرنیس کے پروگرام میں بریک بریک دباغ جناح میں (دہبی عورتوں سے لاد) سپیکر میں تعریریں کرائیں۔

آگے آگے دیکھتے ہوتے ہے کیا !

سپاس نامہ:- ذہران میں سعودی عرب کے گورنر نے نہروں کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ جس میں کہا گیا کہ پنڈت نہرو اور ان کی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کی دوستی اور ان کے مفاد اور تکمیل کے لئے جوشاندہ خدمات کی ہیں۔ سعودی عرب کے (نجدی) لوگ ان کی قدر کرتے ہیں اور انہیں نہر دپر فخر ہے۔ نیز کہا گیا کہ پنڈت نہر دنیا کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار کرتے ہیں..... اور بھارتی سفیر نے کہا۔ اس دورہ سے یہ ظاہر ہے کہ نہر اور شاہ سعود کو ایک دوسرے سے کہنی عقیدت ہے۔

نجد میں کیتا جائی کے بھجن:- میں نے جایا گیا۔ جس میں سعودی عرب کے شہزادے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب نہر اس اسکول کے ایک کمرہ میں داخل ہوتے تو اتمیں پڑیکھ کر بے حد خوشی ہوتی۔ کہ طلباء "گروڈ یو سیکور" کی کیٹ بخی کے بھجن میں کرگا رہے تھے۔ جو اسکول کے نصاب تعلیم میں شامل ہے نجدیوں کا نہر دپر بھروسہ۔ اُن کا استقبال عظیم گاندھی کے جانشین کافرہ لگا کر کیا۔ انہوں نے یہ فعرہ بھی لگایا کہ عربوں (نجدیوں) کا خیر متنازعہ (لے شدہ) دوست۔ پنڈت نہر نے بھی یہاں سڑک گاندھی کا پرہو پیندا آکیا۔ اس اسکول میں شاہ سعود کے بھائی سطام نے نہر کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔ آپ امن کے ہیرو۔ اور جد و جہاد آزادی میں حصہ لپٹنے والے یمنیوں کے قائد ہیں۔ نیز کہا۔ کہ نہر ایک ایسا مغبوط ٹاتھی ہیں۔ جس پر عرب (نجدی)، بھروسہ

کر سکتے ہیں۔ شہزادے نے کہا کہ آپ (نہرو) عرب نہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں
شہزادے نہرو جدید محبت کا منظاہرہ:- ماذل کی سات شستوں والی ایک کیڈک
 کارہ کا تختہ دیا۔ اس کے علاوہ سونے کی ایک جیبی گھڑی اور دو عرب پوشائیں
 بھی دیں۔ اور نہرو نے شاہ سعود کو راجستان کا بنا ہوا پیٹل کا ایک لیمپ دیا۔ جس
 پر قرآن مجید کی ایک آیت کندہ ہے اور عرب شہزادوں کو نہرو نے اپر کندہ لیا۔
 پریڈ ایسیدٹ اور بھارت کی بنی ہوئی مسلمانی کی مشینیں ہیں (روز نامہ جنگ کراچی
 ۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء و دیگر اخبارات)

تجددیوں کی نہرو سے استمداد:- بزرگ چاول روغن کرنے کا فیصلہ
 حکومت ہند نے سعودی عرب کو دی
 کیا ہے۔ یہ فیصلہ حکومت سعودی عرب کی درخواست پر کیا گیا اور اس سال کے
 آخر میں بھارت سعودی عرب کو مزید چاول دے گا۔

(روز نامہ کوہستان ۲۵ ستمبر ۱۹۵۴ء)

۵۔ تیری اٹکے تو نہرو سے کرے استمداد!
 پار رسول اللہ سے بگڑتی ہے طبیعت تیری

ہندوستان کا ایک سہ روڈ دیوبندی اخبار (جنہیں)
درود نہرو کی یاد گارہ:- بخوبی بھی دعویٰ مسلمانی کے یاد جو نہرو کی محبت میں گرفتا
 ہے یہ نجہدوں کی طرف سے نہرو کے استقبال پر اتنا خوش ہوا ہے کہ اس نے اپنی
 ہر اگسٹ ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں اداریہ کا عنوان ہی "مرحبا نہرو سول السلام"

رکھا ہے۔ (معاذ اللہ) یہی اخبار اپنی نیکم تو میر لٹھر کی اشاعت میں لکھتا ہے۔
 کہ ”وزیر اعظم نہرو کے دورہ سعودی عرب کے موقع پر جدہ میں مولانا کرم علی (جسی
 ولایت) نے وزیر اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس کے بعض
 اقتباسات یہ ہیں۔ ”محترم وزیر اعظم کم ایک الیس سو زمین پر آپ کا استقبال
 کرنے ہوئے بہت سردا رہیں۔ جسکی نگرانی ایک الیس محترم ذات کے ہاتھ میں
 ہے جب ہمارا مذہبی امام اور خلیفۃ المسالیین ہے..... ہم آپ کی محبوبیت میں خصیت
 پر فخر کرتے تھے جس میں ہماری دعا ہے کہ آپ ہمارے عظیم ترین ہملا کی خصیت سے ہمیشہ نہ وسادعت ہیں محترم پڑت جی!
 ہم وہ آپکے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ محترم نہ ہجان
 محترم ناہمنا..... پڑت جی! ہم آپ کے استقبال اور خوش آمدید
 کرنے کے لئے جو کچھ بھی کہیں یا کہیں وہ اسپ اپنی عظیم ترین شخصیت کو دیکھتے ہوئے
 کہ ہے ہم آپ کی ذات پر فخر کرتے ہوئے آپ کو برکت وسلامتی کا پیغام پر
 بمحبتے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم سب مل کر یہاں اپنے محبوب ترین ایڈر
 کی آمد کی یادگار قائم کریں۔ عالی جناب وزیر اعظم مبارک باد اے
 عظیم شخصیت کے مالک عرب ہند دوستی زندہ باد شاہ سعود
 زندہ باد جواہر لال نہرو زندہ باد!“

نہرو کا پرچوشہ الوداع: جس میں پڑت جی کو امن کا انسان اعظم
 اور ہند کی کامیابیوں اور ترقیوں کا معمار کہا گیا۔ ایڈریس کے جواب میں پڑت
 نہرو نے تالیبوں کی گنج میں قفری کی۔ طہران کے ہماری اڈہ پر پڑت نہرو کو الوداع

کہنے کے لئے مشرقی صوبوں کے گورنر اور دیگر حضرات و افسران موجود تھے۔ ہبائی
ادھ پہنچت نہرو نے سعودی عرب فوج کے ایک دستہ سے سلامی لی۔ اور گارڈ
آف آز کا معائنہ کیا، (مدینہ ۵ راکتوبر ۱۹۴۷ء)

دہلیوں کی دیانت:- کوہنور طرح بڑھایا چڑھایا اور انکھوں پر بٹھایا۔
وہ سب پر ظاہر ہو گیا ہے۔ ادھر تو دہلی اس طرح نہرو کے ساتھ پیش آئے ہیں
اور ادھر ایک مسلمان اگر شرعی حدود کے اندر نیازمندی اور عظمت و احترام
کے بعد بات سے مجبو بان خدا تعالیٰ حضرات اولیاء کرام و انبیاء علیهم الصلوٰۃ
والسلام کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کرے تو یہی دہلی فوراً آچیں جیسی
ہوتے ہیں اور ان کی تمام نہاد توحید کو خطرہ لا حق ہو جاتا ہے۔ مگر ان کی مائیں نماز
مودود حکومت کے حمد سے بڑھ کر ایک دشمنِ اسلام کا بخت د پیشی اخراج احترام
کرنے سے نہ ان کی توحید کو خطرہ لا جو ہوا اور نہ ہی موحدانہ پوزیشن میں کوئی
فرق آیا۔ اور ادھر پاکستان وغیرہ کے دہلیوں کی طرف سے بھی مسعود پر کوئی
ثرک و بدیعت کا فتویٰ لگایا گیا نہ اس کے خلاف کوئی قرار و اجرہ مذمت پاس
ہوئی۔ اور نہ ہی اس سے کوئی شرعی ثبوت طلب کیا گیا۔ بلکہ اس شرمناک نجیبی
”دہ امر“ کے باوجود دہلی مسعود کے گیت گارہ ہے ہیں اور سعودی کے نام مسجدِ خلیل
کو طرح طرح کی تاویلوں اور ہیر بھیر سے چھپانا چاہتے ہیں۔ یہ ہے دہلیوں کی
دیانت کفر و سنتی۔ مشرک نوازی۔ اور اسلام و مسلمان دشمنی۔ اللہ العظیم!!
وہابی دن دات اہل سُنت کو مشرک بنائیں۔ ثرك کی وعدیں سنائیں۔ اور نحو

خامس مرشکوں کو سینے کے لگائیں اور اس طرح ان سے مکمل جائیں اور پھر
بھی۔

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

رسول السلام : - خاص طور پر دل دکھانیو والا ہے۔ ایک مرشک
پر رسول ہی مقدس۔ پیارے اور مخصوص لفظ کا اطلاق کتنے ستم کی بات ہے
کیا نجدیوں کو حناب رحمتہ للعلیمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رسالت میں سلامتی
نظر نہیں آئی جوانہیں ایک کافر کو رسول السلام بنانے کی فرہادت پڑی؟ وہ وہابی
جن کے نزدیک نبی اکرم۔ حبیم رحمت، و برکت صلی اللہ علیہ وسلم کو "داعع البلاء
والوباء" کہنا شرک ہے انہوں نے نہرہ کو کس دلیل سے اپنا "رسول السلام" بن
لیا۔ جس کافر کو مسلمان السلام علیکم (تم پر سلام ہو) نہیں کہہ سکتے۔ وہابیوں
نے اندھی عقیدت سے اس کافر کو رسول السلام ہی بنادیا ہے ع
بیس تغاذتِ راہ از کجا تا بکجا است!

ہندو پریس کا نثار! غیر مسلموں نے جو اثر قبول کیا اور جن خیالات کا انہصار
کیا اسے ذرا بغور پڑھیئے۔ اور اسلام کے رعب و دیدبہ اور بانی اسلام صلی
اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کو غردوں کی نظر میں کم کرنے کی تاپاک کوشش
کرنے اور اسلامی اصطلاحات کا مذاق اڑانے والے وہابیوں کے ضمیر و

ذہنیت کی کجی کا اندازہ فرمائیے۔

بھارت کے ہندو اخبار "تج"، دہلی مورخ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کے ادھر پر میں "خوش آمدیدہ پیغمبر امن" کے عنوان کے تحت دوسری باتوں کے علاوہ جسپا ذیل فقرے طبعی موجود ہیں:-

(۱) "پرو حاں مرتضیٰ شری جواہر لال نہر" "پیغمبر اسلام" کی دنیا میں پہنچنے تو ان کا استعمال "پیغمبر امن" کے نعروں سے کیا گیا۔

(۲) اگر یہم علطاً نہیں کرتے تو اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ سلامتی کے ہیں "پیغمبر اسلام" کے معنی بھی امن و سلامتی کے "پیغام بر" کے ہیں۔

(۳) "پیغمبر اسلام" کے ملک باشیوں (نجدیوں) نے پنڈت جی کی عزت افزائی کیئے ہی لفظ منتخب کیا۔ جس پر اسے (دنیاۓ اسلام کو) نامہ بھے جس کی وجہ سے دنیاۓ اسلام میں عرب دیش کی عزت ہے۔

(۴) (پنڈت جی) کے اس دورہ کا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہ تو وقت بتائی گا۔ مگر اس سے کفر اور کافر کے فلسفہ میں تبدیلی ہو گئی تو یہ دورہ کی "بہت بڑی فتح ہو گی" (نوائے وقت لاہور یکم اکتوبر ۱۹۵۶ء کالم ایڈیٹر کے نام خطوط)

اَللّٰهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِحُونَ!

اس بات پر صحی غور فرمائیے کہ ادھر تو نہر کا ناپاک قدم سلامتی کا کر شہر:۔ او اختر ستمبر میں سعودی عرب پہنچا اور دہلیوں نے اسے " رسول اسلام" کے خطاب سے نوازا اور ادھر نہر کے سعودی عرب جانے اور نجدیوں کی طرف سے یہ لقب پانے کے چند ہی روز بعد (اکتوبر میں)، مشرق دستے

کے حالات ناک صورت اختیار کر گئے اور صحر میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔
یہ ہے نجد یوں کی... زبان کا اثر اور دہا بیوں کے ”رسول الاسلام“ (نہرو)
کی برکت وسلامتی کا ایک کوشش

قدم نامبارک و نامسعود پ چوں بدربار وو بر آردودود

نجد یوں کے ”رسول الاسلام“ کی اخلاقی موت!

۲۶ جنوری ۱۹۵۷ء کو نہرو نے دنیا بھر کی رائے عامر کو نظر انداز کرتے
ہوئے انتہائی ظالمانہ انداز سے بھارت کے ساتھ کشمیر کے نام نہاد الحاق کا
اعلان کر دیا۔ پھر تو ائمہ وقت لاہور (۲۷ جنوری ۱۹۵۷ء) لکھتا ہے کہ ”کشمیر
کے بارہ میں حفاظتی کو نسل کی قرارداد جہاں پاکستان کی بہت بڑی فتح ہے۔

وہاں پہنچت نہرو کی بلا مبالغہ اخلاقی موت ہے۔ گذشتہ دس بیس سے پہنچت
نہرو ساری دنیا میں اپنے آپ کو ”من کا دیوتا کی..... حیثیت سے پیش کر رہے
تھے دلیک اسلامی و نجدی سعودی املک نے انہیں ”رسول الاسلام“ کا خطاب
دیا تھا..... آج ساری دنیا ان کے متعلق یہ سمجھ گئی ہے کہ یہ شخص بڑا منافق
ہے اور اس کے قول اور فعل میں کوئی تطابق نہیں ہے، دہا بیوں کو سوچنا تو چاہئے کہ
آخر انہوں نے کس منحوس — (رسول الاسلام) کے ساتھ رشتہ بجڑا ہے؟
کچھ ہے:-

پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

نجدی دہائی، دیوبندی دہائی کی نظر میں!

دہائیوں کے نہ رہ کر رسول اللہ فرار ہی نے پر دنیا کے اسلام میں کھڑا مجھ
گیا اور کہہ رکھ دہائیوں کی اس جرأت و بیکاری پر حیران رہ گیا۔ مگر دہائیوں نے توبہ
کرنے اور مسلمانوں سے معافی مانگنے کی بجائے مرداپوں کی طرح تاویلیں شروع
کر دیں اور سعودی عرب کے سفارت خانے نے ایک "وصفاتی" بیان داع دیا۔
قدرت کا لظاہر دیکھئے۔ کہ بمصداق، گھر کا بیسی دی لنکا ڈھانے۔ خود ایک دہائی دیوبندی
مولوی ولیمڑ نے ہی اٹھ کر دہائیوں کی اس ناکام گوشش پر پانی پھیر دیا اور دہائیوں
کے مایہ ناڑ شاہ سعودی توہین شان رسالت اور نام نہاد موحدانہ دینداری کا پردہ
چاک کر دیا۔ چنانچہ یہ پڑھئے روز نامہ جنگ کلچ ۱۹۵۶ ستمبر ۱۹۵۶ء۔ اس کے پہلے
ہی صفحہ پر ہڑی سخنیوں کے ساتھ یہ بیان شائع ہوا ہے:-

"کراچی، پرستہ لٹاف روپورٹ راجہ لانا احتشام الحق تھانوی نے
آج راست ایک بیان میں کہا ہے کہ مرزین جماز کے دار الخلافہ ریاض
میں بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو کے استقبال پر "مرحبا نہرہ رسول اللہ"
سے جونگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے فخرے لگائے گئے ان سے
نہ صرف یہ کہ مسلمانان عالم کے دینی و ملی جذبات غیرت کو ناقابل برداشت
صدور پہنچا ہے بلکہ منتوی محرمیجن شریفین کی اس موحدانہ دینداری کا پول
بھی کھل گیا۔ جس کا سارے عالم اسلام میں دہائیوں کی طرف سے
ڈال کا پیٹا جانا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ مرزین تو حیدر اور گھڑا رہ

اسلام میں ایک صنم پست بلکہ منکر خدا اور اللہ کے باغی کو دعوت
 منکر یہ دینا اور جو اور رسول میں بنے والے موحدین مردود اور عورتوں
 سے خیر مقدم = استقبال کر انہا پاس باں حرم کے لئے کہاں تک
 زیب دینتا ہے یا اس احساس ذمہ داری کو کہاں تک پورا کرتا ہے
 جو حر میں شریفین کی تولیت پر سلطاناں عالم کی طرف سے عائد ہوتی ہے
 خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی مشرمناک اور بخیز اسلامی ہے کہ پندت
 نہرو کے لئے "رسول الاسلام" جیسے اصطلاحی الفاظ اسلام استعمال
 کئے جائیں۔ سعودی عرب کے سفارت خانہ سے بھروسناحتی بیان دیا
 گیا ہے کہ نامہ لگار عربی کی ابجد سے بھی ڈاکٹ نہیں ہے۔ اور
 رسول سے قاصد کے معنی مراد ہیں۔ بنی کے معنی مراد نہیں میرے
 نزدیک یہ عذر گناہ کا مصداق ہے اور ممکن ہے کہ نامہ لگار
 عربی کی ابجد سے حقیقت میں واقع نہ ہو لیکن سعودی عرب کے
 سفارتی ترجمان سے زیادہ واقع اسلام خود معلوم ہوتا ہے اور
 اتزام کی تردید کرنے والے ترجمان ممکن ہے کہ عربی کی عہادت
 نامہ رکھتے ہوں مگر اسلام اور تعلیمات اسلام کی ابجد سے بھی نااشنا
 معلوم ہوتے ہیں۔ "مرحبا رسول الاسلام" کے لغت سے اپنی ادنیٰ عقل
 درکھنے والے کو یہ غلط فہمی نہیں ہوتی ہے کہ پندت نہرو کو بنی یا پیغمبر نہ دیا
 یا اس لفظ سے بنی کے معنی مراد لئے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھتے ہوئے
 بھی کہ رسول سے قاصد کے ہی معنی مراد لئے گئے ہیں۔ یہ اعتراض

ہے کہ لفظِ رسول اسلام اور قرآن کریم کی مخصوص اصطلاح ہے۔ جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائر اسلام کی ہے۔ بھیسے قرآن۔ مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ وغیرہ قسم کے بیشار الفاظ اسلامی شعائر ہیں جو اپنے لغوی معنے سے نکل کر اصطلاحی معنی کے لئے خاص ہو گئے۔ اب ان الفاظ کو لغوی معنی میں استعمال کرنا یا مخصوص ان لوگوں کی طرف سے جن کو عربی زبان کے استعمال کرتے ہیں عدد دین کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ قطعاً ناجائز حرام ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کی کھلی ہوئی بے حرمتی اور تھوڑی ہے

چوکفران ذکعبہ بہریزہ و کجا ماند مسلمانی
کیا کسی مسلمان کو یہ اجازت ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا نام ”کاب اللہ“
اپنے گھر کا نام ”بیت اللہ“ اور اپنی مسجد کو مسجد حرام۔ اپنے بارع کو
جنت اپنے تالاب کا نام کو ثرا اور تنور کا جیم اور اپنے پوسٹیں کا نام ”رول“
رکھ لے حالانکہ لغوی اعتبار سے یہ سب نام صحیح ہیں۔ کیا قرآن کریم
میں یا بھاالنین امسوا لا تقولوا داعندا و قولوا انظرنا بیں الفاظ
کا ادب مسلمانوں کو نہیں سکھایا گیا ہے کیا حدیث کے اندر مسلمانوں
کو غیشت نفسی کی تماحت سے کیا ادب الفاظ نہیں بتایا گیا ہے۔
 سعودی عرب کے سفارتی ترجمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان کی عرب زبان بھی وہ زبان ہے۔ جس میں اصطلاحات قرآن کی حرست کا الحاط رکھا گیا۔ ہے اگر اللہ کے باغی کے احترام میں آج تامہوس رسول کو یا یا ہم

بھیخت پڑھایا گیا۔ کہ رسول کے معنی قاصد کے ہیں تو آئندہ تمام شعائر
اسلام کی حرمت کم بھی باقی نہ رہ سکے گی۔ پھر سلامتی و امن کا استعمال بھی
کس قدر جیسا سورا و عزت کش ہے کہ جس کے ملک میں آئے دن خون
مسلم سے ہوں لیکھی جاتی رہی ہو وہ قادرِ امن تو کیا ہوتا۔ اس میں امن
سلامتی کا ادنیٰ انشاء بھی موجود نہیں ہے۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خود
ورنہ دل کو قادرِ امن کے لفظ سے یاد کیا جائے۔

جتوں کا نام خرد کھولیا خرد کا جنوں!

جو چاہے آپ کا حسن کر شتمہ ساز کرے

ہم انہیں پاس بان حرم سے عما خدا طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہر یہ ثغیری
مسلمانان عالم کی امانت ہے اور ان پاس بانوں کی طرف سے — ناموس
رسول کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔“ (جگہ کراچی)

اُمّتِ دیوبندیہ سے ایک اہم سوال!

جہاں تک دیوبندی مولوی احتشام الحق تھانوی کے اس مذکورہ بالا بیان کا
 تعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ
 نجدی ڈیوبندی حکومت کی اس ناپاک روشنی پر اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ اس
 کی مستحق ہے لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہونا ہے وہ یہ کہ اسی دیوبندی مولوی احتشام الحق
 کے فرقہ دہابیہ کے علیم الامم مولوی ارشاد علی تھانوی کے ایک مزید فتنے اس کا کفر
 دلالہ اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہ علی سیدنا و نبینا و مولانا

اشرف علی پڑھا اور اس کو نبی درست کہا (معاذ اللہ)
تو اشرف علی نے اس کو توبہ کرنے کی بجائے یہ کہکر تسلی دی۔ مجہ "جس کی طرف
تم رجوع کرتے ہو وہ (اشرف علی) متع سنت ہے"

(رسالہ الامداد تھانہ بھومن ماہ صفر ۱۴۲۷ھ)

دیکھئے یہاں اشرف علی کو حلم کھلا "رسول ونبی" بنا یا گیا اور اشرف علی نے اپنے
کو متع سنت کہہ کر اس کو بھائز رکھا۔ مگر کوئی وہابی شیخ سے مس نہ ہوا۔ ہم تمام
امت دیوبندیہ سے غوماً اور مووی احتشام الحق تھانوی اور دیوبندیوں والہ بیوں
احرار بیوں کی "مجلس تحفظ ختم نبوت" سے خصوصیاً یہ پوچھتے ہیں کہ تم نے اشرف علی تھانوی
کی اس باغیانہ حرکت پر اس کے متعلق کوئی بیان کیوں نہیں دیا۔ اور اس پرشری
فتورے کیوں نہیں لگایا۔ اگر تم اسے کچھ نہ کہو تو ہمیں تو یہ بتادو کہ مرزا عذام احمد قادریانی
جو اہر لال نہرہ اور اشرف علی تھانوی میں وہ کون سی وہ فرق ہے جس کی بناء پر غلام احمد
قادیانی ہو نہرہ کو تور رسول نہیں کہا جاسکتا۔ مگر اشرف علی تھانوی کا درود و مکملہ بھی پڑھا
جاسکتا ہے اور اس کو رسول نبی بھی کہا جاسکتا ہے اور اس کے باوجود دو
تمہارا حکیم الامت رنجرو ملت اور تم اہل سنت محافظ تحفظ ختم نبوت
وَلَاَحَوْلََّلَاَعِزَّةٌ لِّلَّٰهِ بِاللَّٰهِ

ع چہ دلادر است وزدے کہ بکعن بھراغ دار!

مرزا فیض قادریانی جو کھلے ہوئے ختم نبوت کے باعث ہیں اور جنہوں
والبی اور مرزا فیض ا نے مرزا قادریانی کو اپنا رسول بناء کھا ہے وہ بھی والبیوں
کے نہرہ جیسے مشرک کو "رسول اسلام" بنانے پر شرعاً گئے ہیں۔ چنانچہ مرزا امیری کا

ماہنامہ الفرقان ری بوہ فردر می ۱۹۵۷ء میں لکھتا ہے کہ ”درحقیقت پنڈت نہرو کو رسول اللہ کہنا ایک نارہا چاپلو سی تھی جس سے اجتناب فروری تھا۔ جب غلطی ہو چکی ہے تو اب پاکستانی الہمدویں کا اس پا اصرار کر کے کسی معنی سے بھی۔ پنڈت نہرو کو رسول اللہ کہنا دافعات کا منہ پڑانا ہے۔ ہم ہر تاویل سے پنڈت نہرو کو رسول اللہ کہنا ناجائز اور غلط سمجھتے ہیں.....“ پنڈت نہرو کو کشمیر کے معاملہ کے سامنے ہوتے ہوئے کون سا مہدیت ہاشمی کا پیغام بر کرہ سکتا ہے؟ سب سے بڑے ظلم کی بات یہ ہے کہ سر زمین عرب جو دامنِ امن اور آشتی کا گھوا رہے ہے..... اس سرفیں میں پنڈت نہرو کو جانے پر رسول اللہ خدا دیا جائے۔ یہ ہرگز درست نہیں یا

ایک طرف تو مرزا ایمیوں کے یہ تاثرات ہیں اور دوسری طرف مدعاں مغل بالحوث و نام نہاد علمبرداران تو حیدر سنت دنابیوں کا کہنا ہے کہ دو شاہ سعود نے پنڈت نہرو کو جو اہلاد سہلہ (خوش آمدید) رسکل اللہ کہلہ ہے اس میں نہ کوئی براہی ہے نہ اعتراض کی بات! شاہ سعود نے تو پنڈت نہرو کی او بُحگت کر کے مسنون بات پر مکمل کیا ہے؟ (دلاعتصام ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء ص ۷)

شاہ سعود جس طرح ظالم و مشرک نہرو سے پیش آیا ہے د جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا، کیا ظالموں مشرکوں کے ساتھ اس طرح پیش آنے داقت سنت ہے؟ کیا ہنابیوں کو ایسا کہتے ہوئے ذرا بھی شرم نہیں آتی؟ کیا وہ بُلی مرنائی سے بھی کئے گزرے ہیں؟ آہ ع

شرم بنی خوف خدا ————— یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

لفظ رسول میں مرزا بیت و دمابیت کی تاویل پیش

دہائیوں کے نہر دکور رسول الاسلام مانتے۔ اس پر اصرار کرنے اور اس لفظ کی تاویل پیش کرنے سے مرزا بیوی کو بھی اپنے نام نہاد رسول (غلام احمد قادریانی) کے خلق کچھ کہنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:-

”ایک مذہبی سوال لفظ رسول کے استعمال سے متعلق ہے۔ آج تو الہمددیوں (الاعتصام) کو پر تاویل سمجھ آ رہی ہے کہ رسول کے معنی فاصد کے ہوتے ہیں۔ مگر

جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (غلام احمد) نے رسول کے معنی مامور اور تابع

شریعت امتی نبی کے پیشی کئے تھے تو یہی مولوی شور مجاہتے تھے کہ رسول ”شرعی احصار“ ہے۔ اس لفظ کے اطلاق کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ اگر اس موقف پر الہمددیوں کو یہ لفظ رسول کے استعمال کی

”دست“ کا احساس ہو جائے۔ اور وہ اپنی علطاً کو مان جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اہل نجد کی علطاً مفید ہی ثابت ہوئی (المفرقان ربوبہ فرزہ رسالتہ ص ۱۷)

دیکھئے مرٹر کی محبت میں دہائیوں نے مرزا بیوی کے لئے کیسا محرق فرامہ کیا ہے اور دشمنانِ ختم نبوت نام کے الہمددیوں کا سہارا لے کر کیا گل کھلا

رہے ہیں ع

بری عقل و داش باییہ کریت!

نجد کی لطیفہ:- اہمحدث نکلتا ہے۔ اس رسالہ کی عکم جمادی اثنانی لاثرہ

کی اشاعت میں نہرہ کے دورہ نجد کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب ملا جو فرمائیئے۔

س۔ "گذشتہ مہینوں میں ہند کے دریا عنظم عرب تشریف لے گئے تو دارالملک ریاض میں ان کا استقبال پر وہ لشیں عورتوں نے کیا۔ مرحبا رسول اللہ کے نعمانے لگائے کیا یہ جائز ہے؟

ج۔ مکری یہ سب اخباری خبری ہیں۔ جب تک ہمیں اس بات کی پوری تصدیق ہو جائے۔ ہم کچھ ہمیں کہہ سکتے ہیں۔

یہ ہے نام کے اہم دشیوں کی مودودیہ دینداری کا ایک نمونہ۔ مسلمانوں پر تو یوگ بلا و بزرگ و بدعت کے فتویے لگاتے نہیں تھکتے۔ مگر جب اپنے گھر کا فہر آتا ہے تو ایک معقول سوال کا جواب ہضم کر جاتے ہیں اور "اخباری خبر" کہہ کر اپنے جمہم پر پڑھ ڈال لیتے ہیں حالانکہ دیگر اخباری خبروں کو وہاںی خود چھاپتے بھی ہیں اور ان پر تبصرے بھی کرتے ہیں۔

پھر ڈیبوں کو اگر اس میں واقعی شک ہوتا (حالانکہ ایسا نہیں) یاد ہے اسے فرضی بات ہی سمجھتے تو بھی "اگر" کہہ کر صحیح جواب دیا جاسکتا تھا، کہ اگر نجد میں نہرہ کا اسی طرح استقبال ہوا..... تو! مگر وہابی حق و سیح بات کیسے کہہ سکتے ہیں اور پھر وہ بھی اپنے گھر کے منتقل۔ اور یہ بھی سچی عجیب لطیفہ ہے کہ دنماں پیں کا ہفت روزہ الاعتصام (۲۵ جنوری) کہتا ہے کہ شاہ سعد کی طرف سے نجد میں جو نہرہ کا استقبال ہوا یہ مسوون بات پر عمل کیا گیا ہے (معاذ اللہ) اور انہی وہابیوں کا پسندیدہ روزہ عجیفہ اہل حدیث کہتا ہے کہ یہ اخباری خبری ہیں ہمیں اس بات کی پوری

تصدیق نہیں ہوئی۔ اب عکوفی بتلائے کر ہم بتلائیں کیا!

اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ دنابیوں کو پوری تصدیق اسی جہاں میں ہوگی یا اگلے جہاں میں۔ افسوس دنابیہ کے پاس خود بینی و مجموعہ دعویٰ کے سوانح کوئی اہل

ہے نہ قاعدہ بہرہ ہاتھی جو سمجھ آتا ہے کہہ دیتا ہے

یرڑے پاکباز دیرڑے پاک طینت

جناب آپ کو کچھ سہیں جانتے ہیں

نجدیت و مرزاٹ کاملا پ

جن نجدیوں نے نہرو جیسے مشرق کو "رسول" بنادیا ان کو مرزا غلام احمد قادریانی کو "رسول" مانتے دا لے مرزاٹیوں سے جلا کیا اختلاف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مئی شہر میں جہاں متحده عرب جہوڑیہ کے صدر جمال عبدالناصر نے مرزاٹیوں قادیانیوں کو سرکاری طور پر کافر و مرتد اور خلاف قافیون قرار دے کر ان کے تمام مراکز و دفاتر کو بند کر دیا۔ قادیانی فریج پر املاک کو غصیط کر لیا اور آئندہ قادیانیوں کو نہ صرف اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے روک دیا بلکہ ان کو ماہمی میل جوں رکھنے پر بھی قد عین لگا دی۔

(ردۃ نامہ کوہستان لاہور ۱۹۷۸ء)

وہاں "توحید" کی تحریکیہ اور حدیث و سنت کی نام نہاد علمبردار نجدی سعودی حکومت نے مشرق نہرو کی طرح ختم نبوت کے مشہور دشمن ظفر اللہ مرزاٹی (سابق وزیر خارجہ پاکستان) کو مدینہ منورہ کا سیر کرایا۔ اور پورے سعودی

عرب میں اس کے حق میں پر اپنگندڑا کیا گیا۔ العیاذ باللہ۔ پشا نچہ مشہور دیوبندی مولوی الحمد علی دشیر الاولہ دروازہ لاہور کی سرپرستی میں شائع ہونے والا دیوبندی دلائی جمیعتہ علماء اسلام کا اگر گن سہر دوزہ "ترجمان اسلام" لاہور اپنی ۱۹-۷۲ء میں جوں کی اشاعت میں رقم طراز ہے کہ دیوبندی جمیعتہ علماء اسلام کے ایک اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پاس ہوتی کہ "یہ اجلاس اس امر پر افسوس و غم و غصہ کا انہما کرتا ہے کہ ظفر اللہ قادریانی کو سفارت پاکستان کی وساطت سے مہمۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گشت کرائی گئی۔ مسجد نبوی اور روضہ جنت میں نماز پڑھائی گئی۔ لیکن مسجد نبوی میں اذان ہوتے ہی یہ پارٹی جماعت المسلمين کے ساتھ نماز پڑھنے سے فراہم ہو گئی سفارت پاکستان نے پورے سعودی عرب میں ظفر اللہ کی مدح مراثی کی۔ اخبارات میں ان کے حق میں مقالات شائع کئے گئے ان کی تقاریر کو چھاپ کر ان کے حق میں پردہ پینڈا کیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ سعودی عرب نے اس سال روایت میں ظفر اللہ کو حج پر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ مجلسی عاملہ کی نظر میں سعودی عرب کا یہ رہیغہ داشمندانہ ہے۔ مجلسی عاملہ تجوب کا انکھیار کرتی ہے کہ حکومت سعودی نے سابقہ طرزہ عمل ترک کر کے کتاب و مصنف کے خلاف اچھا رہیہ اختیار نہیں کیا ہے ॥

سعود کا دورہ امریکہ اور نجدیت کے جلوے

دلائیوں کے مائیہ تاز شاہ سعود اور اس کے بھائی امیر فیصل کے

ودرہ بھارت اور بھارتی وزیر اعظم نہر د کے دورہ نجد کے حالات اور وہابیوں نجدیوں کے ہندوؤں مشرکوں سے گھرے تعلقات تو آپ ملا خطہ فرمائکے ہیں اب آئیئے سعود کے دورہ امریکہ پر ایک نظر ڈالئے اور نجدی حکومت کے سربراہ کی امریکی انگریزی دل نصاریٰ) سے محبت اور جذبہ توجید و اتباع حدیث کے کوشیے دیکھئے۔

”جب شاہ سعود امریکہ کے دار الحکومت واشنگٹن پہنچے تو طیارے سے اترتے ہی اکیس توپوں نے شاہ کو سلامی دی۔ اور مسٹر آئزن ٹاؤن ٹاؤن (صلہ)

امریکہ نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور ایک فوجی بینیڈ نے سعودی عرب اور امریکی کے ترانے بجائے اور ایک دستہ نے شاہ کو گارڈ آف اہنہ پیش کیا۔ پھر شاہ سعود مسٹر آئزن ٹاؤن کی میت میں ایک جلوس کی شکل میں وہاڑتے ہوئے پہنچے۔ راستہ میں سعودی عرب اور امریکی پیغمبر امراہ ہے تھے۔

شاہ سعود نے صدر آئزن ٹاؤن لادہ اور امریکی عوام کی طرف سے پرجوش خیر مقدم پر ان کا شکریہ ادا کیا (کوہستان لاہوری یکم فروری ۱۹۷۴ء)

آج (۲۹ جنوری) آپ نے دہ پہر کا کھانا داگ ہمیر شولڈر کے ساتھ تناول کیا (کوہستان ۳۰ جنوری ۱۹۷۴ء) تین ۳ جنوری کو — شاہ سعود نے جنرل اسمبلی کو خطاب کرتے ہوئے کہا تمام تنازعات کے تصفیہ کے لئے انوام متحده کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ شاہ نے اعلان کیا کہ ان کی حکومت مشورہ اقوام متحده کے اصولی پر ایمان رکھتی ہے۔ شاہ کے خطاب کے بعد اسمبلی نے زور سے ٹالیاں بجا لیں (کوہستان ۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء)

”واشنگٹن میں ڈناء نیشن پر لیس کلب کی طرف سے ایک ڈر شاہ سعود کے پر لیس سیکرٹری کے اعزاز میں دیا گیا (کوہستان ۵، فروری ۱۹۷۴ء) شاہ سعود کے دوڑہ امریکیہ کا بڑا عقدہ سعودی عرب کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈالری امرداد کا حصول ہے (کوہستان ۲۵، فروری ۱۹۷۶ء) امریکا اور سعودی عرب کے درمیان تمام امور پر اتفاق رائے (نوائے وقت لاہور ۱۹ فروری ۱۹۷۸ء) شاہ سعود نے یہاں کے آر جی ہسپتال میں اپنی آنکھوں کا معافہ کرایا و کوہستان ۸ فروری ۱۹۷۸ء) شاہ سعود کے ایک سارٹھے تین سالہ عما ہزارڈ کو بھی ہسپتال میں داخل کرایا گیا اور ہسپتال سے : اپنی کے بعد سعودی حکومت کے ایک ترجمان نے بتایا کہ شہزادے کے نام پر اس ہسپتال کو دو ہزار ڈالر سالانہ بھی طبیہ دیا جائے گا۔ — نیز شہزادے کے علاج کے لئے ایک امریکی ڈاکٹر کو سعودی عرب بھیجا جائے گا (کوہستان ۷، فروری ۱۹۷۸ء) ایک سوال کے جواب میں شاہ نے کہا یہودیوں سے سچاہ اکون جنگ ڈاہیں ہے بشرطیکہ وہ اقوام متحده کی ہدایات کی پابندی کریں لانوائے وقت ۹، فروری ۱۹۷۸ء) عبید میلان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناہ کے جلسہ اور جلسہ عبارک کو بعد عن قرار دہنے حضرات انبیاء و اولیاء کی بامگاہ میں حاضر ہونے اور ان سے مرد مانگنے والوں کو مشرک بنانے اور بطور ایصالِ ثواب مجبو باق خدا کے نام پر صدقہ و خیرات کرنے کو رام بنانے والے ۔ ! وہاں یہوں کی امریکیہ میں یہ مرگ میاں کہاں تک الصاف و دیانت اور توحید و سنت کے تقاضا کے مطابق ہیں؟ وہاں یہوں تو کہا کرتے ہو کہ انبیاء و اولیاء عاجز و محروم ہیں ۔ ان کے پاس

جانے کی کوئی غرہ دت نہیں۔ ہر حیراللہ ہی سے مانگنی چاہئیے۔ مگر بتاؤ تو سہی!
تمہارا مذہبی امام اور پیارہ اسعود انکھوں کی بینائی پختے کی تند رستی اور حصیل امداد
کے لئے غیراللہ اور دشمنانِ اسلام کے درپر کیوں مارا اماڑا چھر رہا ہے۔
دہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو "امریکا" سے

کتنے ستم کی بات ہے کہ تمہارے نزدیک جواہر لال نہرو۔ اور
اُن مادر تسب پکھ ہیں۔ مگر محبو بار خدا۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام
پکھ بھی نہیں۔

حاکم حکیم داد دادیں یہ کچھ نہ دیں!
مردود یہ مراد کس آیت فہر کی ہے

نجدی توحید و اشتغلب کی قبر پر!

سعودی عرب کے وزیر دفاع امیر فہد ابن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ
امریکیہ آئے ہیں۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج داشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر
کی۔ باہر ش کے باہر جو دن ہوں نے مکان کے پائیں یا نیکی میں سیر کی اور جارج
داشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ (کوہستان ۲ فروری)

نجدی توحید کی نگی تصویری :- داشنگٹن نیکم فروری "آنچھ شاہ
برستان کے اور گنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔ یہ قبر کذشتہ جنگ

میں ہلاک ہونے والے تمام امریکی سپاہیوں کی یادگار سمجھی جاتی ہے۔ دوپہر
کا چاننا شاہ سعود نے نائب صدر نکن کے ہمراہ کھایا تو نواب وقتِ تینیم۔
مغربی پاکستان ۲، فرمائی شاہرہ)

یہ ہے وہ بیویوں کا جذبہ توحید (الاعیاذ باللہ تعالیٰ) کہ جس کے ماتحت
نا مسح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ردضہ پاک کی زیارت کی نیت سے
جانا تو نذموم بدعت بلکہ شرک ہے (کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ رسالت مسائل
حج)، لیکن دریا عبور کر کے گئا مام امریکی سپاہی کی قبر پر جانا نہ بدعت نہ شرک ہے
تفنجیریت نہ کفر نہ اسلام سب پر حرف

کافر ادھر کی ہے نہ ادھر کی ادھر کی ہے

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے مقام کی زیارت
تو بدعت محض جس سے پہنچا جب (رسالت مسائل حج) اور بارش کے باوجود
واشنگٹن کی قیام گاہ۔ پائیں بارغ اور قبر کی "زیارت"، "جائز و مسنون" ۵

نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری

کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

مسلمان کا چھولوں کا سپرا باندھنا شرک (بہشتی زیور) حضرات اولیاء
کرام کے مزارات تحریفہ پر چادر۔ ہار۔ چھول چڑھانے مگر وہ حرام۔ بدعت
(تقویۃ الایمان بعد تذکیر الاخوان ص ۱۹)، مگر گاندھی کی سعادھ

جاء ح داشنگٹن اور گئام سپاہی کی قبر پر بصول چڑھانا بالکل

صحیح ہو درست۔ وہ بیویوں کے ان "اسرار توحید" تک بھلاکس کی رسائی ہو سکی ہے

نگہ دار و بربمن کا رخود را نمی گوید بلکہ اسرار خود را
بمن گوید کہ از قبیح بگزد بد و شرخود بر و زنا رخود را
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

پاکستان میں نجدی توجیہ کی سرگرمیاں

کراچی۔ ۱۹۷۱ء فروری..... آج سعودی عرب کے تجارتی دخدا کے ممبروں
نے قائد اعظم (محمد علی جناح) اور قائد ملت (لیاقت علی خاں) کے مزاروں پر
پھول چڑھائے اور فاتحہ خوانی کی دروز نامہ جنگ کراچی ۱۴، فروری۔ امروز
لاہور ۱۹۷۲ء فروری (۱۹۵۷ء) نامعلوم نجدیوں کے خود ساختہ مذہب کا وہ کون
سماضابطہ ہے۔ جس کی رو سے نجاری حکومت مکہ معلکہ مدینہ منورہ میں تو صحاہ
اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مزارات تشریف کو شہید کر ذاتی اور ان پر پھرہ لگادیتی
ہے لیکن اسی حکومت کے ذمہ دار افراد کراچی کے مزاروں پر پھول چڑھائے
اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں تو پھر بھی کوئی سحر نہیں ہوتا اور پھر دلابی قوکہتے ہیں
کہ فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت نہیں مگر کراچی میں شاید کوئی سیاہیوت نامذل ہو گیا تھا
— جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے ”نجد“ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تصویر کو سلامی:- کار و دست بستہ کھڑے ہو کر زندہ نبی پاک صاحب
دولک علیہ التحیۃ والتسیمات کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنا شرک

و ب بعدت کا حکم رکھتا ہے۔ مگر انہی لوگوں کے نزدیک بے جان تصویر دجو کر شرعاً ممنوع ہے) کو سلاجی دینے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ نوز نامہ زمیندار لاہور ۱۷۵۱ء میں ستاف ز پورٹ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ”لاہور ۱۷۵۱ء میں۔ آج مجلس احرار اسلام کے ۶۲ جیوشوں نے بودھ میلاد رضا کاری پر مشتمل تھے۔ شہر طہر میں (یوم تشریف) منانے ہوئے) جلوس نکالا۔ شہر میں پیسوں دروازے بنائے گئے۔ گوالمندی میں بخارہ بھی گیٹ۔ باب افضل حق اور باب جناح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ باب جناح پر بابائے ملت قائد اعظم محمد علی جناح کی ایک بڑی تصویر آؤزیں تھی۔ سرخپش رضا کار دن نے اس گیٹ پر پہنچ کر قائد اعظم کی تصویر کو سلاجی دی۔ جووس کے دوران میں ایک ہزار ہے زائد گورے چھوٹے گئے۔ باب جناح پر جلوس کا نیز مقدم گیا رہ گلوں کی سلامی سے کیا گیا۔“

یہ بھی عجیب مسلمانی ہے کہ یوم عید میلاد - محفل میلاد جلوس پاک - دروازے جمعتیں یاں - دعوی شنی - شیرنی ب بعدت — اور یوم تشریف، بیداروں کے ناموں کے دروازے - گورے دغیرہ - سب تھیک آہان موحدوں کے نزدیک ہے ملک ملت اور بیدار کے چیز نہ رہے۔ شرک ہے نعرہ مگر اک احمد مختار کا نجدیت و نابیت کی کہانی - اخبارات و رسائل کی زبانی المحمد اللہ کے نجدیت و نابیت کا راز اب فاش ہو چکا ہے اور نجدیوں والابیوں کے نام نہاد ”القدس للهیث - سذجہ تو حیدہ اتباع حدیث“ کا پردہ چاک ہو گر رہ گیا ہے۔ اب تو آئے دن آزاد دغیر جانب دار اخبارات میں بھی نجدیت و

دہابیت کے متعلق عجیب و غریب انکشافات ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصاً نہرہ کے دورہ نجد اور سعودہ کے دورہ امریکہ کے متعلق اخبارات و رسائل نے جو تبصرے کئے ہیں۔ وہ اس قابل ہیں۔ کہ آپ کے سامنے لاٹے جائیں اگرچہ اس موقع پر تقریباً سمجھی اخبارات و رسائل نے تبصرے کئے تھے۔ مگر اختصار کے پیش نظر ہم صرف چند اخبارات و رسائل کی نہیں۔ نجدیت دہابیت کی کہانی آپ کو سناتے ہیں سینئے۔ کہ اپنی کام مشہور رسالہ مہتممہ "نقادِ کوچی" اپنی نومبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۲ پر لکھتا ہے :-

قاطع بدعاویت و مثالی مقلد (ابن) عبد الوہاب نجدی محقق الہجرہ الشافعی

جلالت الملک شاہ سعود کے نام

فَلَمَّا يَأْتَنَا وَسُولُّ عِلْمَيَانِ إِسْلَامَ كَانَ أَبْيَاقَ الْأَمْمَاتِ

جلالت الملک! اللہ آپ کو محبت رسول دے!

خدا معلوم آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ بندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں "پاکستان" کے نام سے ایک الگ ملک بنایا تھا۔ اس نوزائدہ ملک کے بنتے ہی دشمنانِ اسلام و مسلمین نے مسلمانوں ہند کو اپنے نرغے میں لے لیا تھا۔ اور پھر ان کا قریل عام شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ بندوستان سے مظلوم مسلمانوں نے اپنے آبائی وطن اور گھر دل سے بھاگ بھاگ کر مرتے کھرتے رہ جانے کیا کیا مصائب برداشت کرنے کے بعد پاکستان میں سکونت اختیار کر لی۔ لیکن اس کے باوجود، اب بھی بندوستان میں ۱۹۴۷ء

ہ کرو مسلمان موجود ہیں۔ جہاں نہ ان کی جانب محفوظ ہیں۔ نہ ان کی عحد تو نکی تھیں
لیکن اے کلید بردار حرم!

جب آپ پہلے دنوں ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے۔ تو ان حالت
کے باوجود آپ نے ہندوستانی حکومت کو یہ "سندر شاہی" عطا فرمادی گہ:-
میں بحیثیت معاون حرمین الشریفین اس بات سے مطلع ہوں کہ ہندوستان
میں مسلمان امن و سکون سے ہیں۔ اور ان کی جانب محفوظ ہیں (وغیرہ وغیرہ)
یقین کیجئے رضاہ!

آپ کی اس سندر شاہی کی تشریف کے بعد ہمیں محدث شاہ ریگلے کے فرمانیں
بے ساختہ یاد آگئے تھے۔ اور ہم یہ بھی سمجھے گئے تھے کہ ترک کی مسلمان قوم
آپ اور آپ کی حکومت سے کیوں غیر مسلمین رہی ہے۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے ایک غیر مسلم سربراہ مملکت کو سرزیں حجاز مقدس
کے سرکاری درجے کی دعوت دی۔ اور ۱۹۵۷ء ستمبر کو بھارت کے
وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہروں جب آپ کے دارالخلافہ ریاض پہنچے۔ تو
آپ کی حکومت کے اکٹھے کئے ہوئے عوام نے "یادِ رسول اللہ نہر د"
کے شہنشاہ نصروں سے ان کا استقبال کیا تھا۔ اس استقبال کرنے والوں
میں عرب کے وہ قبائلی بدد اور عورتیں بھی تحریک کئے گئے تھے جو کسی دشمن
اسلام فرد یا قوم کے لئے اپنے دلوں میں حذبات احترام نہیں رکھتے۔ پھر
سب سے بڑا اجتہاد جو آپ جیسے "ماطع بدعات" کرنے کیا۔ وہ یہ محتاکہ عرب
کی خواتین کو غیر محروم کے انبوہ کثیر میں لا کر ان سے ایک غیر حرم غیر مسلم شخص کا

استقبال، سر زمین جاں پر رسول" جیسے مترک و مقدس خطاب سے کرا یا۔
شاد قبہ شکن!

پہلی بڑی بحث جو اہر لال نہر دکوہ رسول" کے نام سے آپ نے یا آپ کی قوم نے
یاد کر کے پاکستان کے ۹ کروڑ مسلمانوں کی جو دلائازاری کی وجہ ناگفته ہے ہے
آپ کو کسی نے پہ بات غلط بتا دی ہے کہ پاکستان میں ایسی قوم آباد ہے۔ جو
عربی زبان سے ناداقف ہے۔ اور عربی زبان کے معانی و مطابق سے
آگاہ نہیں ہے۔ آپ کے سفارت خانے لفظ "رسول" کے لئے جو تاویلات
و فضح کردی ہے ہیں۔ اس سے ان کی بے چارگی اور ندامت جو تم مترشح ہو رہی ہے
جلالت الملک!

ہم مسلمانانِ عالم ہیں کہ آپ اور آپ جیسے عظیم مذہبی درکھنے والے
لوگ ایک ایسے شخص کو تو "یار رسول" جیسے عظیم لقب سے خوش آمدید کہہ
سکتے ہیں۔ جو بلطفنا د نلا بست پرست اور مسلمانوں مذہب ہے۔

لیکن کوئی مسلمان حیات النبی، خاتم الرسل۔ حضور مسیح مقبول عصی
الله علیہ وسلم کو و فور جذہ بات و عحیدت، لوازم احترام اور واجبات استغاثہ
میں یار رسول، یا مخدوم، یا مصطفیٰ، کہہ کر یاد کرے تو اے کافر دشمن قرار دے
دیا جاتا ہے۔

یہ کون سی منطق ہے؟— یہ کون سا عقیدہ ہے؟— یہ کون سماں ذہبی
ہے؟— استغفار اللہ قبل المخ

آپ لوگوں نے جنت الیقوع کے تمام اہم معتقد سر کو شہید کرایا۔ صدقہ

اصحاب کبار کے قبائل کو مسماہ کرایا۔ گنبد خنزیری آر امگاہ رسول، سرخشہ انوارہ الہی کے معاهدے سے زین بوسی کو حرام اور جرم قرار دیا گیا۔ اور آپ مذکور آپ کے ہم مسلک و عقیدہ مسوکویوں نے یہ حکم عجی لکھا دیا۔ کہ ختم المرسلین، بنی آخرالزمان حیات النبی، محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو جو شخص بھرٹے ہو کرو یادِ رسول سلام علیک پڑھے وہ شرک و کافر۔ اور اس عقیدے پر اصرار کرے تو مرتد اور داجب القتل !!

لیکن آج یہ کیا ہوا کہ احترام رسول کو بدعت و شرک و کفر کہنے والے متعالین دا بن عبد و ہاب نجدی ایک ایسی قوم کے سربراہ کا استقبال یا رسول اللہ کے نعمان سے کرتے ہیں۔ جو دشمن رسول و اسلام ہے اور لاکھوں دیوبھی دیوبتاڈی کا پچھا رہی ہے۔ اللہ اکبر! اے شاہ!

ہم آج سمجھے کہ بڑے بڑے جنادربیوں کے عقائد و مسلک کے آہنی قلعوں کا سیاسی تقاضے ایک ہی حصے میں مسماہ کر رہا تھا ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کی آج سعودی عرب میں کسی ڈاکٹر یا پوسٹ میں یا کسی بھی پیغام رسائیں کو اہل زبان یادیا تی لوگ یا رسول کیکر پکارتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ عرب کے کسی بھی گوشے میں کیا کوئی ایسا بد نصیب مان ہے۔ جو رسول ﷺ کا لفظ انبارہ و مرسلین علیہم السلام کے علاوہ عامم آدمیوں علی الخصوص کسی شرک و بت پرست یا امذہب شخص کے لئے بولتا یا لکھتا ہو۔ ہمارے سوالات کا جواب یقیناً نفی ہیں ہے۔ اور ہم نہایت و توق کے

ساتھ کہتے ہیں۔ کہ حضور پر نور (روحی فداہ) کی شان میں گستاخانہ خپالات رکھنے اور بارگاہ رسالت میں اپنے معاملات صاف نہ رکھنے کی پاداش میں عرب حاکموں سے یہ حماقت اولادِ یہاںگی سرزد ہوتی ہے۔ !
تو واضح دمیزبانی عربوں کا طرہ امتیاز ہے۔ لیکن —
اے کلیدِ بردار حرم!

آپ نے یہ بھی غور کیا۔ کہ سیاسی استحکام اور ذاتی حب بجاء کے لئے آج آپ کی میزبانی اپنی حدود سے بڑھ کر دشمنی جین اور خاتمت رسالت کے قدر نسلت اور ظہور صلاحیت کی سرحدوں پر آپ، پیچی ہے۔

آپ تمام حضرات غیر مشروط طور پر اقرارِ گناہ کر لیں۔ اس ناذک مرحلے پر تاویلات اور استدلال کے سہارے بڑے بُرمناک ہیں۔ اس راستہ میں

باغدادیوazione باش و با محمد ہو شیار

کا عقیدہ واجب و لازم ہے۔ اور تاویلات "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے متراffد ہیں۔ خداوند کریم آپ کو محبت رسول دے۔ اور یہ توفیق بھی امر زان فرمائے۔ کہ آپ یا آپ کی حکومت مسلمانان عالم کی اس دل آزاری کے سلسلہ میں ناہم ہو۔

السَّلَامُ عَلَى الْمَنِ اتَّبِعِ الْهُدَى

"نجدیوں کے گار ناصیر" — شیخ نجد کو وحید

نجدیوں دلبیوں کی طرف سے مشرق نہرو کے استقبال پر ابلیس کو جو خوشی حاصل ہوتی۔ ذر العاد کے "ابلیس کا روز ناجیہ" پڑھ کر اس کا اندازہ لکھیئے ۱۲ ستمبر ۱۹۵۷ء

کے روز ناجوہ میں ہے۔ کہ ”میں (ابليس) سعودی عرب (نجد) میں پنڈت نہرو کا زبردست استقبال کرنے کی تیاریاں کر رہا ہوں“ اور ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کے روز ناجوہ میں ہے۔ کہ ”سعودی عرب (نجد) میں نہرو کا مر جاہ رسول اللہ اور جسے ہند کے نعروں سے استقبال۔ نہرو بھارت میں مسلمانوں سے بہت اچھا سلوک کر رہے ہیں۔ عربوں (نجدیوں) کو بھارتی وزیر اعظم پر فخر ہے۔ سعودی عرب کے ہوائی مستقر دہران پر نہرو کی خدمت میں صوبائی (نجدی) گورنر کا سپاسنامہ — ریاض (نجد) پہنچنے پر شاہ سعود والی سعودی عرب نے نہرو کو ٹکٹے سے لگایا۔ سرزی میں جاہ پر پہلی مرتبہ بھارتی ترانہ بجا بیا گیا۔ (پاکستانی اخبار کی سرخیاں)

قسم پر مشورہ کی، مابدالیت (ابليس) اور مابدالت کی بیگم عالیہ حضرت بیگم ایک۔ بی۔ سی۔ ڈبی۔ حسابیہ کا دل آج یہ حیاہ رہتا ہے۔ کہ شنگے ہر کرتہ تمام دنیا کو اپنا مقصی سماں ری دکھائیں۔ اور تمام دنیے کے کہیں۔ کہ مل کر نعروں لگاؤ۔ خوشی کا نعروہ ابليس (شیخ نجدی) زندہ باد۔ — شیطنت پائندہ باد“

نیز ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کے روز ناجوہ میں دیوبندی فلسفی مولوی احتشام الحق کے بیان پر دیوبندیوں کی توہین میلاد تشریف کی طرف اشارہ کرنے ہوئے یوں تبصر کیا گیا ہے۔

”دیا بہ حرم میں نہرو کو رسول اللہ کا خطاب دے کر نامہ رسول کی بحث کے اقبال کے موقع کی گئی ہے۔ (احتشام الحق)

میلاد رسول کو "ام نیلا" سے تشییہہ دینے میں کھان، کسی کی بے حرمتی کرنے کا
ہے (اختشام الحق۔ نقاد کر اچھی نومبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۸-۲۲)۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور اپنی ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت
میں ذیکر عنوان "امن کار رسول" لکھتا ہے :-

"مر جا نہ رسول الام کا نحرہ هز در کھلتا ہے کاش معزز عرب (ذیجہی)
یزبان اپنے مہمان دنہر دا کو امن کار رسول کہہ کر پکارتے وقت اپنے ان خلمہ گو
بھائیوں کا بھی ذہ التصور کر لیتے۔ جن پر بھارت پیں ان دونوں امن اور عاقیت
کے سب دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور جن کا خون محض اس جرم کی پاداش
میں پانی سے زیادہ ارزان کر دیا گیا ہے کہ انہر ر نے رسول عربی علی اللہ علیہ
وسلم کی دل خراش توبہ پر احتیاج کیوں کیا تھا؟ اپنوس بھارتی مسلمانوں.....
کی قلب کی گھرائیوں سے نکلی ہوئی آہیں بھی عربوں (نجایوں) کو اس وہ یہ اعظم کو
امن کار رسول" قرار دے کر مر جا پہنے سے باز نہ رکھ لیکی جس کی سرخاری انگلیوں سے
بھارتی مسلمانوں کا گرم خون الجھی ٹیک ہی رہا تھا"

کر اچھی مسلم لیگ تنظیمی ملکی نے اپنے ایک اجلاس میں ایک قرارداد
میں کہا :-

"ملکت سعودیہ عربیہ کا پنڈت جواہر لال نہرہ کو ریاست میں مددو کرنا پھر ان
کے استقبال کے موقع پر وہ یہ اعظم بھارت کو "رسول الام" کا خطاب دینا اور
ما ظاہر کرنا کہ بھارت میں مسلمانوں کو بر قسم کا امن و سکون حاصل ہے یہ
استقبال کے موقع پر گفتا کا پیش کیا جانا یہ ایسے المذاک واقعات ہیں۔ جن

کے باعث نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالم اسلام میں حکومت سعودیہ عربیہ کی طرف سے منافرت پیدا ہو رہی ہے۔ حکومت سعودیہ عربیہ کا فرض تو یہ تھا کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو مجبور کرتے کہ وہ ہندستان میں مسلمانوں پر ہونے والے مظلوم بند کر دے مگر اس نے فضائل و ممتازات کا ایک ایسا مکروہ پیارے ادا کیا ہے۔ جس پر بہ اجلاس لغت ہندستان کا اظہار کرتا ہے۔

شاہ سعود و سعودی عرب کی حکومت کے خلاف نظرے!

سکھر ڈاک سے ”یہاں میوپیل مسافر غائب میں ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں نہرو کو سعودی عرب میں رسول اللہ کہنے پر شدید احتیاج مکیا گیا اور لوگوں نے شاہ سعود اور حکومت سعودی عرب کے خلاف نظرے لگائے۔ جلسہ عام آل پارٹیز کا فرسٹ کر تھت منعقد ہوا۔“

(روزنامہ زمیندار ۷ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

روزنامہ کوہستان لاہور کا رقم طراز ہے:-

”ہم شاہ سعود سے پوچھتے ہیں کہ کیا پنڈت نہرو کا دریہ تنظیب دیتے ہو انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ وہ کس شخص کو اس مقدس مردمیں میں آنے کی دعویٰ دے رہے ہیں۔ اصل شخص کو جس کی قوم اور جس کی حکومت کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے دستگئے ہیں۔ جس کے جیب ددامان پر نامزد رسول کی ازمتی کے دھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ سعودی عرب کے آسمان پر اسلام

نیا بگہنا چکا ہے اور دنیا حضرت عمر کی حکومت نہیں ہے۔ جن کے دور میں عرب کی پورے جزیرہ عرب میں کوئی کافر اور مشرک قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ آل سعود کی دینی غیرت اتنی بے حس ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کو اسلام کے گھوارے میں بلا کر سکنے سے خائیں گے۔ شاہ سعود کو یہ نہیں بھولنا چاہیے۔ کہ وہ جس سر زین پر حکومت کرتے ہیں۔ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے مترک ہے۔ ... اس پر مسلمانوں کے جذبات کو مجرد ہونے کے متادف ہو گا (۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

”آل سعود نے پہلی مرتبہ خالص سیاسی مصلحتوں کے تحت ایک بت پرست دم کے عہدے کے نمائندے کو ریاض بلایا اور اس کے استقبال کے لئے خواصین احمد در بھر کو ساتھ لے گئے۔ اور ان سے جسے ہند نے نعرے لگائے۔ سعودی رب کا یہ فعل سراسر بدعت ہے جس کی کوئی مسلمان بھی حمایت نہیں کر سکتا۔

یہ بات ہے کہ جن حکمرانوں نے صحاپہ کی چنیتہ قبری اور قبے تک (بزم خوش) لئے ڈھا دیئے ہوں کہ وہ ان کی نظر وہ میں اسلام کی تعلیمات کے منافی تھے۔ میں سکران آج، اپنی سیاسی مصلحتوں کے لئے ایک ایسے شخص کو حجاز میں عبور کرنے، استھان اسلام کے ہر مکتب خیال کے علماء کا مستفہ فتویٰ ہے کہ کوئی بت پرست اسلام کے اس گھواہے میں قدم نہیں رکھ سکتا (۳۰ ستمبر ۱۹۵۶ء)

”آج عربوں (نجدیوں) کے امیر المؤمنین کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی معتقدات تک سے انحراف کرنے لگا ہے۔ قرآن حکیم کا یہ واضح

حکم ہے۔

النَا اَمْشِرْ كُونْ نَجْسٌ فَلَا يَقْرُبُوا الْمُسْجِدِ الْحَرَامِ بَعْدَ عَامِهِمْ
هذا دا آایہ ۱۰ مشرک ناپاک ہیں اور انہیں اس سال کے بعد کہ مغلہ
کے قریب نہ پھٹکنے دینا"

اور شاہ سعوود پنڈٹ نہرو کو سر زمین مقدس پر پیر پانا کہا رہے ہیں اب
یہ معلوم نہیں کہ شاہ سعوود کے نزدیک پنڈٹ نہرو مشرک کی تعریف سے بالآخر ہیں
یا ان کا خیال ہے کہ مشرک کو مکہ مغلہ کے بالکل قریب نہیں آنے دینا چاہیے
اے کسی قدر دوڑ کر گھما پھرا دیا جائے تو کوئی مخالفت نہیں۔ بہر حال قرآن
پاک کا یہ مغہوم طبعی ایسا ہے جو صرف شاہ سعوود پر یہی منکشف ہوا ہے (یکم اکتوبر)
● "شاہ سعوود وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے اس روایت کو تورا اور صنم خانے
کے ایک پاسبان کو ارض کعبہ پر بلا یا اور صرف بلا یا، ہی نہیں بلکہ خلاف روایات
انداز سے اس بھی نچے کا استقبال کیا۔ استقبال کے وقت جو نعرے بلند کرنا
گئے۔ ان میں ایک فخرہ دنیا کے اسلامی حلقوں میں خاص طور پر قابل اعتراض
سمجھا جا رہا ہے یہ یہ ہے کہ پنڈٹ جی کو "رسول الاسلام" کہا گیا۔ جس کے منی
پیغمبر اسلام کے ہیں۔ پنڈٹ نہرو کے حالیہ ویدے سے یہ تاثر بھی شدت
اختیار کرتا جا رہا ہے کہ سعوودی حملکت جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی تھی۔ خص
نام کی اسلامی حکومت ہے اور اس کا طرز عمل ازمنہ وسطی کی عیسائی تھیو ک
ٹیک حکومتوں سے قطعاً مختلف نہیں۔ جو نزہب کے نام پر لوگوں کا ناجائز
استھان کرتی تھیں (کوہستان یکم اکتوبر)

● اے صاحب! الجھی تو شروعات ہیں۔ مجھے اور بت خانے کو مدد و شر کرنے کے لئے شاہ سعید اور پنڈت نہرو جو کوششیں کر رہے ہیں۔ اس میں برمبن کا تو کچھ نہیں جائے گا۔ البتہ موخر جو بت شکنی میں سبکدست ہوتا ہے۔ اس میں مصلحت شناسی اور روایتی آجائے گی۔ اللہ اکبر۔ ایک دوڑھ تھا جب علامہ (ابن) عبدالواہب نجفی کے نام یہوا..... یہ نعرہ لگاتے تھے کہ ہمارے لئے قرآن اور حدیث کافی ہیں اب وہ گیتا نجی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں یہ دیکھ کر پنڈت نہرو کو کتنی مررت ہوئی ہوگی۔ وہ کیوں نہ خوش ہوں۔ وہ کہتے ہوں گے کہ بھارت کے مسلمانوں کو ہندو ہزار سال سے اپنا مذہب پڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ پڑھ کے نہیں دیتے اور میرے سعودی عرب کے ایک ذریعے نے عربوں دنجدیوں ملکی نسل میں گیتا نجی پڑھنے کا ذوق شوق پیدا کر دیا۔ سعودی عرب کے اس تجربہ کے بعد مجب نہیں کہ بھارت کے مسلمانوں کو حکم ہو جائے کہ تم اپنی مسجدوں میں اشوك بھی سنایا کرو۔

(کہہستان لاہور ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

شاہ سعید کے دورہ امریکہ کے متعلق!

● امریکہ کی صنعت موٹر سازی کے مرکز کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ وہاں سعیدی عرب کے حکمران شاہ سعید کے لئے خاص قسم کی ساٹھ کیڈ لاک کا یہ تیار کی جا رہی ہیں۔ جنکی مجموعی لاگت دس لاکھ ڈالر ہوگی۔

شاہ سعید جب واشنگٹن پہنچے تھے۔ تو صدرہ آرڈن ٹاؤن نے ان کا خیر مقصد

کرتے ہوئے انہیں اسلام کے مقدس مقولات کے — کٹوڑیں کی عبیت سے امریکی عوام کے سامنے پیش کیا تھا۔ اب امریکی عوام بجا طور پر کہتے ہوں گے کہ مسلمانوں کے عیش و عشرت کے جو افسانے نے تاریخوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں کیونکہ میسوی صدی کا ایک ”مسلمان“ حکمران اب بھی اتنا سرف اور فضول خرچ ہے کہ وہ ہر سال ایک نیا محل تیار کر داتا ہے اور ہر سال لاکھوں ڈالر کا رہل پر عرف کرتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ کے محلات کی — تعداد پیالیں تک پہنچ چکی ہے۔ گرائد در تخفے تھائُف دینے میں انہوں نے پچھلے بادشاہوں کو بھی تیجھے چھوڑ دیا ہے۔

امریکیہ کے مشہور میگزین ٹائم نے امریکی عوام سے شاہ کا جس انداز سے تعارف کرایا ہے اس سے شاہ سعود کی شخصیت کے ساتھ اسلام اور قرآن کو بھی مجروح کیا گیا ہے۔ مثلاً ٹائم کا کہتا ہے کہ سعودی عرب میں غالباً اس لئے جائز ہے کہ اسلام اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ جو تم عورتوں سے اس لئے بھرے ہوئے ہیں کہ اسلام اس عیاشی اور ہوسناکی پر اعتراض نہیں کرتا۔ وہاں جبکہ دریت کافی ٹیپوش اور اسکبی اس لئے نہیں ہے کہ اسلام ان امور کے پارے میں خاموش ہے۔

ہمارے نزدیک یہ پاسیں گمراہ کن ہیں۔ سعودی عرب کا نظام حکومت شخصی اور جاگرانہ ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی لعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک مسلمان حکمرانوں کے لئے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ ہم گذر برے زیادہ سرکاری خزانے پر بار ڈالیں اس پارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اسلام کے عین مطابق تھا۔

آن ج شاہ ستو دھیں ملک پر حکومت کر رہے ہے ہیں وہاں اسلام کے عہد ادل
یہ مسلمان ایسے خوبش حال تھے کہ لوگ زکوٰۃ صدقے، اور خیرات کی رقوم اور
اشمیار لئے پھرتے۔ لیکن انہیں قبل کرنے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ لیکن آج
اسی سرزدین کی تین چوتھائی آبادی زندگی کی ہر مرست سے محروم ہے اس کے برعکس
شاہی خاندان ان شیخ اور سعودی حکام ایسی کارروں میں پھرتے ہیں۔ جو صدر امریکہ
کی بھی نصیب نہیں اور ایسے محلوں میں رہتے ہیں۔ جن میں رہنے کا تصویر اس
زمانے کا کوئی حکمران بھی نہیں کر سکتا۔ قاہرہ، سکندریہ کے مضافات لبنان
کے خوبصورت علاقوں میں سعودی عرب کے شہزادوں کے محلات نہ صرف
اپنے حسن و جمال، بلکہ عیش و عشرت کے لوازمات سے بھی بے نظیر ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ ان بالتوں اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی نظام
حکومت میں تو ایک حکمران کی اقتصادی جیشیت ایک عام مسلمان سے کسی طرح
بلند نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود امریکیہ میں شاہ سعود کا جس انداز سے تعارف
ہوا ہے اور جن شاہانہ اداروں کا وہ مقابلہ کر رہے ہے ہیں۔ اسے اسلام کی
زائدگی کے تعبیر کرنا ہمارے لئے انتہائی تکلیف دہ امر ہے۔

(کوہستان لاہوری فرمودی شاہ)

نہرو حکومت کے ایجنسٹ و میلن

روزنامہ "کوہستان" لاہور ۲۸ فروردی ۱۹۵۶ء میں ہے کہ:-

"ہندوستان کی وزارت خارجہ عربی مالک میں پہاپنگڈا کے لئے ان

لوگوں کو منتخب کرتی ہے۔ جو ہندوستان کے عربی مدارس خاص کر دیوبند میں تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔ ایک تو وہ لوگ (دیوبندی عالم) نظر باتی طور پر ان سے مستحق ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ عربی جاننے کے ساتھ اپنے ملک کے حالات سے بھی بخوبی واقع ہوتے ہیں۔ چنانچہ عربی مالک میں ہندوستانی سفارت خانوں کے پلاپینڈا سیکشن میں کام کرنے والے جتنے لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں ان (دیوبندی) عالموں کی بڑی اکثریت ہوتی ہے اور یہ لوگ — بڑی جانشناختی سے کام کرتے ہیں اگر یہ مسلمان (دیوبندی) ان جگہوں پر نہ ہوں تو شاید ہندوستان کی شہرت اتنی ہرگز نہ ہوئی۔ روزنامہ سعادت لائل پور را راکٹوبر ۱۹۵۷ء میں ہے:- کہ "بھارت سے گانگری مولویوں کا ایک وفد جس کی قیادت جمیعت الدعا ہند (دیوبند) کے سیکرٹری کرد ہے تھے وہاں دمکہ مکرمہ آیا ہوا تھا اس وفد نے شاہ سعود کو لیفین دلایا کہ" بھارت کے مسلمان بڑے امن و سکون سے اپنی زندگیاں گذار دیتے ہیں۔ پنڈت نہروں کی حکومت ان کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کو درہی ہے۔ اس وفد نے عرب میں بھی اسی قسم کا پلاپینڈا کی۔ حالانکہ اس وقت تمام بھارت میں مسلمانوں پر غلام و لشاد کی انتہا کی جا رہی تھی ان کو قتل کیا جا رہا تھا۔ ان کے خون سے ہوئی کھیلی جا رہی تھی۔ ہزاروں مسلمانوں

کو توہین رسالت کے خلاف احتجاج کے جرم میں جیل میں ڈال دیا گیا
تھا۔ اور مساجد کو متاروں میں تبدیل کیا جائے تھا۔ اور پچاس نہزاد
کے قریب مسلمانوں کو شدھی کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔^۱
روزنامہ کوہستان لاہور اپنی ۲۷ نومبر ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں رقم طراز
ہے کہ:-

بھارت سے ہر سال حاجibus کے قافلہ کے ساتھ احراری مولوی یا
کانگریسی مولوی کو بھیجا جاتا ہے جو پاکستان کے خلاف اور بھارت
کے حق میں پر اپینڈا کرتا ہے۔^۲

ان مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ نہروں کی بھارتی حکومت دیوبندی
علماء کو اپنے مخلص دنیا زمینہ اور خیرخواہ سمجھ کر، ان کو پر اپینڈا کے نئے منتخب
کرتی ہے۔ دیوبندی مذہبی علماء نہروں حکومت کی ایجتیمی و تبلیغ کے فرائض بڑی
جانشناختی سے سرانجام دیتے ہیں۔ دیوبندی علماء نظریاتی طور پر نہروں حکومت
کے متفق ہوتے ہیں۔ پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں پر اپینڈا
کرتے ہیں۔ نہروں حکومت کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کو امن و سکون کے
ساتھ تعمیر کر کے ظلم و ستم پر پردہ ڈال کر اس کا وقار بڑھاتے ہیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يَعْلَمُ

نہرو کانگریس اور گاندھی پرستی

وہاںی علماء کو نہرو۔ گاندھی اور کانگریس سے جو پیار ہے وہ محکرج بیان تھیں

وہا بیوں کانگریسیوں نے گاندھی کی جھے کے نحرے لگوائے۔ مشرق کانگریسی لیڈروں کے لگھے میں ہار ڈالے۔ مشرق کانگریسی لیڈروں کو مسجدوں میں لا کر منبر پر بٹھایا۔ اور مسلمانوں کا داعظہ ہادی بنا بیا۔ گاندھی کو امام۔ مفکر۔ سردار رہبر بنایا اور کہا کہ امام نہیں کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں۔ اگر نسبت سنتم نہ ہو گئی ہوتی تو ہبھاتا گاندھی بھی ہوتے۔ دس ہزار جناح۔ شوکت اور علفر جو اہر لال نہرہ کی جھوٹی کی توک پر قربان کئے جاسکتے ہیں ڈنگرہ، وغیرہ، دحوالہ کے لئے دیکھو دیوبندی مذہب انوار آنساب حدائقت ڈنگرہ)

پھر وہا بیوں کا گاندھی کے ساتھ یہ رشتہ و تعلق صرف اس مشرق کی زندگی تک ہی نہ تھا۔ بلکہ اب بھی اسی طرح قائم ہے۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں ہلا بیوں نے اپنے دارالخلافہ، نجد میں نہرہ کو بلا کر اس کی زبانی گاندھی کی "نعتیں" سنبھالیں اور گاندھی کا نحرہ لگایا (دیکھو ص ۲۳) اور ہندوستان بیس۔ مرحبنوری شاہزاد کو دنکھل کا پردہ میں، کانگریس کی طرف سے "ہبھاتا" گاندھی کا "یومِ شہادت" (منایا گیا جیسیں علاوہ دیگر کانگریسیوں کے قوم پرست مسلم (وہابی) کانگریسیوں نے بھی اپنے باپو کے غم میں حسب ارتضیاعت ثرکت کی۔ جناب حافظ بیت اللہ صاحب رکن (دیوبندی) جمیعتہ العلما اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست جمیعتہ العلما کان پور نے ہبھاتا گاندھی کی روح کو خراج عبیدت پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیتیں ان کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں۔ ایک جائز لوگ مجھن گا رہے تھے۔ تو دوسری جانب جمیعتہ العلما ہند۔ دیوبند کے کچھ ذمہ دار ارکان تلاادتِ قرآن

کریم کر رہے تھے۔ دنماہ طبیبہ مارچ ۱۹۵۶ء بحداکہ اخبار سیاست کا نپور
بھارت یکم فروری ۱۹۵۷ء

دیوبندیوں و مامیں کے شیخ الاسلام تیم احمد صدر دیوبندی کانگریس و
گاندھی پرستی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے ”اپتے لئے، یہاں صول بنا لیا تھا کہ جس
میت کا کفن کھدر کا نہ ہو گا۔ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی گئی۔ اور اب ”آزادی“
کے بعد بھی وہ اسی پر جمع ہوئے ہیں (ماہنامہ تجلي دیوبند خاص نمبر فردہی و مارچ
۱۹۵۷ء) نیز ماہنامہ تجلي ماہ اپریل کے ص ۲۷، ۳۵ پر ہے کہ :-

”پنڈت نہرو کی بائی میں باں ملانے کا سعادت مندانہ فرض بڑے
بڑے علماء ربانيین (دیوبند) کو بھی“ پتقاضا ہے جیسی، ادا کرنا
پڑ رہا ہے اگر پنڈت نہرو کہہ دیں کہ دین اور سیاست کو ایک
تجھنے والے نرے گدھے ہیں تو علماء رباني و حلقاني (دیوبند) کی
ایک بڑی کمیپ اس پر تصدیقی مستخط کر دے گئی۔ اور جو پرانے
خیال کے مولوی دنلاد مستخط سے گمز کریں گے۔ انہیں زندگی و
کافر مٹھرا کر جیل میں بھجوانے کی تکمیل کرے گی (ملخصاً)

”الحاج نہرو“ (معاذ اللہ)

وہاںی علماء کی کانگریس نہرو اور گاندھی سے محبت کا منظاہرہ بھی آپ نے
دیکھ لیا اور ان لوگوں کی بلاد عرب میں نہرو حکومت کی تبلیغ کے متعدد بھی رقص
لیا۔ ان ملاوی نے دشمن اسلام و پاکستان بھارتی حکومت کی تبلیغ کرتے

ہوئے مشرک نیڈروں نہرو اور گاندھی کو جس طرح بڑھا پڑھا کر دیگر جاد میں پیش کیا ہے اور اس کے جو تاثر و اثرات لکھے اور دوسرا سے ملکوں کے باشندوں پر جو اثر ہوا ہے۔ اس کے متعلق عنائیں کو ہستان مقیم بعذاد رقم طراز ہے کہ

”حقیقت میں دیار عرب میں ہندوستان کا پہلو پیگنڈا (دو یونیورسیٹی کی بدولت) بہت زبردست ہے۔ یہی سبب ہے کہ عرب لوگ ہندوستان کی محبت میں بہت غلوکر گئے ہیں اور ہندوستانی نیڈروں کو مقدس مہنتیاں تصویر کرتے ہیں جب پڑت جو اہر لال نہرو الحسن مخدس کا دیرہ کرنے لگئے تھے۔ تو انہیں رسول اللام کے لقب سے فواز آگیا تھا اور یہاں (بعذاد) کے اخبارات نے جلی سرخیوں سے الحاج نہرو لکھا تھا اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا گیا۔ جب کبھی اخبارات پڑت نہرو کے بارے میں کوئی خبر شائع کرتے ہیں۔ تو ان کا فلوج نہرو رچھا پتے میں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کو ایک غیر مسلم سے کتنی محبت ہے؟“

میرے ایک شاگرد کہنے لگے واللہ نہرو عظیم (خدائی کی قسم نہرو عظمت جالا ہے، وہ مر جل ذین) (اور بہت اپھا آدمی ہے)، (کو ہستان لاہور میں فرودی شاہزادہ) روز نامہ جنگ کراچی ۸ ستمبر ۱۹۴۷ء میں رئیس امر دیوبی نے ایک شریں طنز آنہڑ کو ”نیم حاجی“ لکھا تھا۔

عرب کی خاک پر تقدیر نے پہنچا دیا ان کو
بُنے پنڈت جواہر لال نہرو "نیم حاجی" بھی
مگر یہاں دیکھئے کہ کافر نہرو کو پورا "الحاج" بنادیا گیا ہے یہاں ریکیس
امر دہوی کی ایک اور دباعی نہرو کے دورہ نجد کے متعلق سن لیجئے۔ لکھتے ہیں
جس پر ہائے آج مالا ایک پنڈت کی "عرب"

برہمن زادے میں شبانِ دلبری الیسی تو ہو
حکمتِ پنڈت جواہر لال نہرو کی قسم

مر منے "اسلام" جس پر "کافری" الیسی تو ہو

د جنگ کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۴۷ء

یہ نہ بھولئے کہ کافروں ظالموں کے ساقھے یہ سامنا معاملہ و نابیوں کی
طرف سے اور وہاں جوں کی وجہ سے ہوا اور ہو رہا ہے آہ منہ
شیخ در عشق بتاں اسلام باخت
مشتہٰ تیج از زنارِ ساخت

گاندھی کو دو شہیدوں کا ثواب!

صورتِ الشرق ایک ماہوار عربی رسالہ ہے جو مہر میں ہندوستانی
سفارت خانہ (جن میں دیوبندی عالموں کی اکثریت ہوتی ہے) کے
محکمہ اطلاعات کی طرف سے نکلتا ہے۔ اس رسالہ میں تمام محسناں مہاجر تا
سے متعلق ہوتے ہیں..... اس میں معرفت کے ایک قیمتاز ادیب ارتاد

عزیز فہمی کا ایک مقالہ ہے جس میں اس نے تمام تر زور اسر، بات پر صرف کیا ہے کہ گاندھی جی نے جو سیاسی طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس کی بناء پر وہ بیک وقت ہندو بلجی مختے اور مسلمان بھی۔ وہ قرآن پڑھتے ہوئے قتل کئے گئے۔ اس لئے وہ مسلمان شہیدوں میں سے ایک شہید میں..... (بلکہ) فَلَهُ عِنْدَ اللَّهِ مَقَامٌ شَهِيدٌ يَنْ أَشْتَيْنَ لَا شَهِيدٌ وَاحِدٌ اس (گاندھی) کے لئے خدا کے ماں دو شہیدوں کا ثواب ہے نہ کہ ایک شہید کا..... فقد صلی اللہ علی غاندی ہو و ملا مکتبہ غما کا ن عغاذش ہی و ما کانت حیاتہ الآنور علی نور پس تحقیق خدا اور اسکے فرشتوں نے گاندھی پر ورد و بھیجا۔ گاندھی اور اس کی زندگی نور علی نور تھی۔ (معاذ اللہ) دروز نامہ کوہستان ۱۹۵۶ء (۱۹۵۶ء)

دیوبندیوں کے شیعہ الاسلام کا بولہبی نظریہ

کوہستان لاہور ۰۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-
 ”خلوطیوں نے پاکستانی قوم کی ایک نئی اصطلاح وضیح کی ہے.....
 یک انہیں نے یہ نہیں بتایا کہ اس جدید قومیت کی اساس کیا ہے؟.....
 پاکستان کا وجہ ایک نظر پر چیات مکے ساتھ وابستہ ہے۔ اس نظر پر چیات
 کو ترک کر کے کو نہ نظریہ اختیار کیا جائے گا۔ کیا وہی مولانا حسین احمد مدفن والا
 نظر پر کہ ”افقام انصنان سے بننی ہیں“ کے معلوم نہیں کہ یہ نظر پر، مسلمانوں نے
 مذکور دیا تھا۔ یہاں تک کہ شاعر اسلام علامہ اقبال نے اپنے ”بولہبی“ فرار

دیانخاہ

دیانخاہ
 دلیوبندی
 حسین احمد
 علیہ السلام
 مصطفیٰ

عجم ہنوز تداند رہو ز دیں درنہ
 ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوا بمحبی است
 سرود بسر منبر کہ ملت از وطن است
 چہ بے نہب ر مقام محمد عربی است
 بمحبیت پرسان خویش را کذیں بکار است
 گر باز فریدی تمام بجهی است

(ترجمہ) عجم ابھی تک رہو ز دیں لہیں جانتا ورنہ دیوبند سے حسین احمد یہ
 کیا بوا بمحبی ہے۔ منبر پر گاتا ہے کہ ملت وطن سے ہے۔ محمد عربی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے مذاہم سے کتنا بے خبر ہے (اے حسین احمد) اپنے کو
 پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناہ کی بارگاہ میں پہنچا کہ دین تو حضور ہی ہیں۔
 اگر تو حضور تک نہ پہنچا تو پورا "الجلیل" ہے۔

دیوبندی علماء کی اشتعال انگیزی و تسلیپندی

پہلے سال (۱۹۴۷ء) خدمت پاکستان حضرت قیلہ شیخ الحدیث مولانا
 خیر الدار زخمی صاحب لاٹپونڈ غلطہ کی حریم طیبین میں حاضری کے دوران دیوبندیوں
 نے میر معتذر ول، نام نہاد صالحین مودودیوں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ کذبُ
 افراد لخویات و خرافات کا جو منظم پروگرام بنایا اور حریم و ہندو پاکستان میں جس
 طرح فضاد کو مکدر اور اہل سنت کو پریشان کیا وہ سب پر ظاہر ہے۔

روز نامہ غریب لاٹپور دہلی یوں دیوبندیوں کی اس حرکت پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے مقالہ خصوصی میں رقم طراز ہے کہ :-

”گذشتہ دو اڑھائی ہفتے سے ایک فرقہ (دیوبندیہ) کے حامیوں کی طرف سے دوسرے فرقہ (الہسنت) کے ماننے والوں پر نازیبا حملے کئے جا رہے ہے تھے۔ اور مخالفت بکے جوش میں خلط اور بے مرد پار وایتوں کو اچھا لاجا رہا تھا..... بریلوی مددوہ فکر کے جید عالم مولانا سردار احمد..... کے ہارے میں یہاں کے بعض دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء نے بیانات کے ذریعہ سُنی سنائی پا توں کو ایک مسئلہ کی حیثیت دینے کی کوشش کی..... یہاں ہزاروں میل دوسرے بیٹھ کر محض جذبات اور سطحی روایات کی پہنچاد پر حکوم میں اشتعال پھیلانا اور شہر کی فضائے کو مکدر کرنا کہاں تک جائز ہے مقامی حکام نے اشتعال انگریز سرگرمیوں اور ایک مخصوص فرقہ کے خلاف دوسرے فرقے کی طرف سے پے در پے بیان مانی کے بارہ میں مجرمانہ حد تک خاموشی نداد کی اور ایسے حالات کو تعویت پہنچانے میں مددی۔ جن کے باعث آج دیکم اکتوبر کو حضرت شیخ الحدیث کی آمد پر چند صفاہ پرست اور شرپسند افراد کی منگامہ اور ائمہ کو شہر می اور پائیں لاکھ شہریوں کی نعلیٰ دھکت پر پابندی (د فتحہ علما) عائد کرنا پڑی۔“ (غریب لاٹپور ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

روز نامہ ”سعادت“ لاہل پور بھی اپنے ایک مقالہ خصوصی میں، ذیر عنوان ”لائبِ

کے علماء دیوبند کی خدمت میں لکھتا ہے :-

”میں انہیلائی افسوس ہے کہ چند سیاسی طالع آنڈ ماؤں کے علاوہ علماء کا ایک طبقہ (دیوبندی) بھی اندر وون ملک تدبی تغیرات پیدا کر کے عوام میں انتشار پیدا کرنے کی سازشیں کرتا رہتا ہے.....
 مولانا (سردار احمد صاحب) کے جو یہاں پہلے ہی مخالف ہیں اور مختلف جیلوں بہانوں سے ان کے خلاف یہاں بھی دیوبندی دعوے کر گئے ہیں۔ جائز مقدس میں بھی مولانا موصوف کے خلاف جو کاروانی (شورش غوغما) علی میں آئی ہے۔ وہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں سے ان کے حج پر ردانہ ہونے سے پہلے ہی منتظم سازش کی گئی تھی۔ اور مولانا کے بعد یہاں کے مخالف حج کے لئے بھی اسی غرض سے گئے تھے کہ یہاں مولانا کے خلاف مقدمہ قائم کرایا جائے۔ (سبحان اللہ، کیا اچھی غرض ہے اور پھر لطف یہ کہ ہذا کچھ بھی نہیں! اے لسا آرزو کہ خاک شدہ) کیونکہ مولانا موصوف بر علیوی عقیدہ کے کثر عالم ہیں۔ اور اپنے طریقہ کار پختی سے پابند رہتے ہیں علماء دیوبند نے مولانا موصوف کے خلاف جس بھروسہ طریقہ سے پراپینڈا کر رکھا ہے۔ وہ ملی اور بالکل آداب کے بالکل منافی ہے لائلپورڈ کے علماء دیوبند سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اب یہ ٹسلی اخوتیاں رکھیں اور نہ ایسے حالات پیدا کریں۔ جس سے نہری زندگی ابیرن ہو جائے۔....

جہاز مقدس کے والی شاہ سعید تو ایک کافر ہندی (نہرو) کو بھی نہاد رہے ہیں۔ مگر آپ ایک مسلمان کو شہر میں برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے گرد سازشوں کا ایک حال بنایا جاتا ہے کہ وہ یہاں نہ رہے ہے حضرت مولانا سردار احمد کے خیالات اور عقائد علماء دیوبند کے نزدیک ضرور ... میں مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ وہ صرف لاٹل پور شہر کی اکثریت آبادی جو ساری ہے تین لاکھ کے قریب ہے کے محبوب مذہبی رہنگا ہیں۔ اگر ان کے بعد بات بھڑک اٹھتے اور شہر میں کوئی بیانی پھیل گئی تو اس کا عذر دیوبند کم از کم نتائج کا ہی احساس کر لیں تو وہ انانی ہو گی ॥ (سعادت لاٹل پور سردار ۱۹۵۷ء) ان اخبارات کے دیوبندیت کے مکر یہ چہرے سے، نقاب کشانی کرنے سے دیوبندیت کے خدوخال اور نقش وزگار بخوبی نظر آ رہے ہیں۔

نجد و دیوبند: - (ستمبر ۱۹۵۷ء) نجدی دلابیوں نے وزیر اعظم بھارت ظالم دو شرک نہرو کو نجد بلایا۔ آنکھوں پر بھایا اور اپنی توجیہ پرستی دشک سے بیزاری کا خوب منظاہرہ کیا اور اس سال (جولائی ۱۹۵۷ء) نام نہاد "مودودی" دلابیوں نے عدد رجھارت راجندرا پرشاد مشرک کو خاص اپنے دارالعلوم میں بلایا۔ اور بھی پاک (علیہ الحمد لله والسلام) کو بندہ عاجز و بجور۔ قوم کے چودھری و کاؤں کے زمیندار چیسا اور بڑے بھائی کے برابر قرار دینے والے دلابیوں نے راجندرا پرشاد کو ایک "عقلیم شیخیت" قرار دیا۔ اپنی ضروریات کو

اس کے سامنے پیش کیا۔ اور اس سے حاجت روائی۔ مشکلکشانی۔ فریادِ رسمی
اور امدادِ چاہی اور جشنِ عیدِ میبداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام۔ جلسہِ جلوس
قیامِ سلام۔ قدرتِ رسالت۔ جحمدِ یوں، در داڑوں کی آمالش اور شیرینی کی قسم
کو بدعنت و حرام کفر و ترک سے تعمیر کرنے والوں نے راجندِ پرشاد کے اعزاز و
احترام میں سب کچھ کیا۔ اور ان کی توحید میں ذرا بھی ابال نہ آبائے

وہ بھیب پیار اتو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربر
السنجھ کو کھائے تپ متقر تیرنے ل میں کسے بخار ہے

چنانچہ دیوبندی مددودی ماہنامہ تجلی دیوبند (جس کا یڈ پر برابر اور زلاعہ شدیدِ احمد
عملی فاضل دیوبندی مرعثمانی ہے) لکھتا ہے:-

"دنیا کی مشہور وینی دل سکھا دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر ۱۳ رجب لائی
کو جہودِ ہند کے صدر جناب ڈاکٹر راجندِ پرشاد صاحب اشرف
لائے..... جناب صدر کی آمد سے قبل تقریباً دس روز تک
دارالعلوم کے تمام اشاف نے جس ذوق و شوق، تن دہی اور
دیپجھی سے اپنے معزز زمہانوں کے استقبال کی تیاریاں کیں۔ ان
کا تفصیلی بیان ایک دفتر چاہتا ہے۔ ہمیشہ عیدِ قربان پر دس بارہ
دن کی، چھٹیاں ہوا کرتی تھیں۔ لیکن اس مرتبہ انہیں بھی ختم
کرنا پڑتا۔ اور دفتر اہتمام سے آرڈر جاری ہوا کہ تمام اشاف
(راجندِ رکے) استقبالی انتظام کی تکمیل میں پردی طرح معروف
رہے۔ میرے (مدیر تجلی) اپنے کئی اقتداء مددوسہ میں ملازم

ہیں۔ ان میں سے ایک کے ذوق و شوق کا عالم تو میں نے اپنی
 آنکھوں سے دیکھا کہ علی الصباح مدرسہ تشریف نے جاتے
 اور پھر رات تک ان کا پتہ ہی نہ چلتا۔ جمعہ کے دن دوپہر کا
کھانا کھانے بمشکل تین بجے کھرا آسکے۔ جی چاہا کہ پچھوں کیا ماز
 جمعہ کی بھج پھٹی نہیں ہی۔ مگر چب پڑھدا کہ کہیں ان کے متعدد
 جلد بارت کو ٹھیس نہ لگ جائے۔ آنحضرت تو ہر ساتویں روز آتے ہیں
 مگر صدر جمہور یہ (داجندر پرشاد) رونما روز نہیں آتے۔ جلسے کی نرک
 کے لئے انگریزی زبان میں نہایت لفیں دعوت نامے پھاپے
 گئے تھے.... جلسہ اس پنڈال میں ہوا جو ہزار سے زیادہ روپے
 خرچ کر کے بیلخ دار الطبلاء میں بنایا گیا تھا.... بہت شاندار
 معزز زہمان کی شان کے مطابق سب سے پہلے ڈلنی ترانہ پڑھا
 گیا۔ اس وقت صدر جمہور یا اور تمام اساتذہ و علمائیں (دیوبند)
 اور لوپر اتحاد کھاتر اس کے آخر تک سب کھڑے تھے اور پھر
 صدر محترم کی تقاضہ کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ اب دنیا زمین کے بعد
 تلاوت قرآن سے جلسہ شروع کیا گیا۔ تلاوت قرآن کے وقت
 کھڑے ہونے کا وجہ ہمارے یہاں نہیں ہے۔ اس نے اس
 کا مقابلہ ترانے کے آذاب سے نہیں کرنا پاہیے... تلاوت
 کے بعد نظیں ہوئیں.... مگر اس عصاحد نے نہایت فصاحت
 بلاعث، کے ساتھ بتلایا کہ اگر مولانا (حسین احمد) مدنی مظلہ دین

جہازی کے مہبھا و نخزن ہیں تو صدر جمہوریہ دین فیر جہازی کے امام و شیخ۔ ایک بیل ہے۔ تو دوسرا دھرنا تھا۔ دونوں ہی کے فیض و برکت ہے جہبوری حکومت اپنے بیش بہا کام سرانجام دے رہی ہے۔ انور صالحی صاحب قوی و ملکی خیالات کو ہمارہ شعر پہنانے میں جس قدر مشتاق ہیں۔ — وہ مشاعر سے سننے والے حضرات

پوشیدہ لہیں۔ گناہِ حی حی کی مظلومانہ موت پر غالباً ”بای پو شہید“ کے عنوان سے جو نظم انہوں نے کہی تھی اس کا مقابلہ اس موضوع کی شاید کوئی مذکور نہیں کر سکی۔ نظموں کے بعد حضرت دھولا (مخلص علیب) ہبتم صاحب دارالعلوم نے سپاس نامہ پڑھا۔ سپاس نامے کے آخر میں امید ظاہر کی گئی ہے کہ جناب صدر جہبوریہ کی قدم رنجہ فرمائی دارالعلوم کی کاریخ تاباک فقش ہے جس پر دارالعلوم کو سپیشہ خیر ہے کہ..... سپاستا مے کے بعد جناب صدر جہبوریہ نے تقریر فرمائی..... اس کے بعد محترم علماء نے رسم شکریہ ادا فرمائی حضرت مولانا مدفن مظلہ نے اس سلسلہ میں پاتنج دس منٹ تقریر فرمائی۔ شیخ نے اپنی معروف صاف گوئی کو پوری طرح قائم رکھا اور فرمایا بھم دلیوبندی (اعزیز) میں فیقر ہیں بے نواہیں عالمجنا..... صدر جہبوریہ (رہا جندر پرشاد) اُنے اپنی تشریف آوری سے نیاز کر کیں نہایت درجہ معنوں فرمایا ہے۔ صدر جہبوریہ جلسہ ختم ہونے پر دلیوبند سے روانہ ہو گئے۔ میں نے دیکھا ان کی فرزٹے

بھرتو ہوئی کارکو صرف ایک نظر دیکھ لینے کے لئے سینکڑوں (دیوبندی) لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے قرنوں پہلے قیس، ناقہ لیلے کی طرف بجا کا ہو گا۔ کیوں نہ بھاگتے۔ آخر صدر مجہوہریہ کی کارثی۔ دارالعلوم نے اپنے محبوب صدر دہرا جندر پرشاد، کی

آمد پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا..... (اور) جناب صدر نے

انی جیپ خاص سے نقد ایک ہزار روپیہ مدرسہ کو عناصر کیا۔ (صرف ایک ہزار کے لئے اتنہ اہتمام کیا گیا تھا۔ اور مدرسہ کی روپیہ پانی کی طرح بھایا گیا تھا)

شیروینی | چنانچہ اگلے روز جناب مہتمم صاحب نے نہ عرف یہ کہ کامیابی کی مسٹھانی تقسیم فرمائی۔ بلکہ جلسہ عام میں جناب صدر کی خوش اخلاقی فرانخ نظری، رشحانیت، شفقت، بودوسخانیت

پروردی حلم و مافت احمد بندہ نوازی کو بڑے دنی — الفاظ میں

بہت مررت ودلی جوشن کے ساتھ سراہا۔ (ماہنامہ تجی دیوبند اگست ستمبر ۱۹۵۰ء)

دارالعلوم | تجی کے بعد اب مدرسہ دیوبند کے تاقوں خصوصی

ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند کی زبانی دیوبند میں راجندر پرشاد کی "ہنگامہ خیز دشمن انگلیز آمد" کا حال یئے۔ اس نے دہلی توحید کے چند "مزید اسراء" آپ پر منکشف ہوں گے۔ "دارالعلوم" رقم طراز ہے کہ ..

۱۹۵۶ء جولائی کی تاریخ دارالعلوم دیوبند میں وہ تاریخی دن

تھا۔ جب دارالعلوم میں عالی جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد عساد

بالعاقبہ نے صدر جمہوریہ ہند کی جیشیت سے قدم رنجھ فرمایا.....
 پروگرام کے مطابق صحیح کے ۸ بنجے جب صدر جمہوریہ اپنے سیلوں
 سے برآمد ہوئے تو حضرت مولانا مدنی اور حضرت مولانا محمد طیب
 صاحب جو سیلوں کے دروازوں کے قریب کھڑے تھے آگے
 بڑھے۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب (کانگری) نے ان حضرات
 کا تعارف کرایا۔ اولاً حضرت مولانا مدنی سے اور پھر حضرت مولانا
محمد طیب صاحب مذکولہ سے صدر محترم نے مصاحعہ کیا۔ حضرت ہبھم
صاحب نے صدر کو ہار پہنایا..... ۸ بجکر ۱۰ منٹ پر صدر محترم
دارالعلوم (دیوبند) کے لئے اپنی کاریں روائے ہوئے اسٹیشن
سے لے کر دارالعلوم تک راستہ پر مرید مقدم کے لئے بنائے
ہوئے ذہنیا دروازوں اور رنگ برنگ کی جمعتہ یوں سے آمد
تھا..... دیوبند اور قرب ڈھوار کے ہزاروں اشخاص سڑک
پر دو روپیہ صدر کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔
دارالعلوم سے تقریباً ۲۰۰۰ فرلانگ کے فاصلے تک طلباء
دارالعلوم کی دو روپیہ فلکاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہندو بیرون ہندو
کے طلباء کے علیحدہ علیحدہ گردپ بنادیئے گئے تھے جو متعدد
مالوں پر ہوئے تھے۔ جب طلباء کی ان دلکش تعلاروں کے
درمیان سے صدر محترم کی کارگذری شروع ہوئی۔ تو دیوبند کی
فعناء استقبالیہ نعمیں سے گونج آٹھی۔ کتب خانے کے معائنے

کے بعد صدر جمہوریہ ٹھیک نونجہے استقلالیہ جلسہ میں پندرت
 کے لئے پنڈال میں تشریف لے گئے علیم الشان اور
 حسین پنڈال مختلف گیلریوں میں تقیم تھا صدر محترم نے
جو نبی مائس پر قدم رکھا۔ پونا مجمع صدر (راجندر پرشاد) کے احرا
میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت مولانا منی نے صدر محترم کو سنبھالا اور پہنچایا۔
دارالعلوم کی جانب سے اللہ اکبر۔ دارالعلوم زندہ باو۔ صدر جمہوریہ
ہند نہ ندہ باد اور جمہوری ہندوستان زندہ باد کے نعمدی سے صدر
محترم کا خیر مقدم کیا گیا۔ امداد مطلع کے حکام کی جانب سے سرکاری رکم
کے مطابق قومی تاریخ پیش کیا گیا۔ جسے انگریزی اسکول کے بچوں نے
پڑھا۔ ترانہ حتم ہوتے ہی صدر محترم اور پورا مجمع بیٹھ گیا۔ اور جلسہ
کی کارروائی شروع کی گئی سب سے پہلے دارالعلوم کی جانب سے
حضرت مولانا حفظ الرحمن عاصم نے صدر محترم کی قدم رنجہ فرمائی
کاشکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "آج دارالعلوم کی تاریخ میں
ایک نئے باب کا اصنافہ ہوا ہے۔ (کیوں نہ ہوا یک مشک جو
اگیا ہے) صدر محترم ہندوستان کی عرف ایک علیم شخصیت
ہی نہیں بلکہ جنگ آزادی کے ایک جانباز سپاہی بھی ہیں۔ آج وہ
صدر جمہوریہ کی حیثیت سے یہاں رونق افزود ہیں آپ کی قدم رنجہ
فرمائی پر بھیں مسرت ہے اور ہم اس کے لئے دراجندر پرشاد کے
شکر گزارہ ہیں اس (ترانہ دشکریہ راجندر) کے بعد تلاوت قرآن

سے جلسہ کی باتی مدد کا رد اٹی کا آغاز ہوا اس قرأتِ قرآن کا کیا خوب
موقع ہے اور اس پر کیا عمل ہو رہا ہے) نظموں کے بعد
حضرت نبیم صاحب مدظلہ نے سپاس نامہ پڑھ کر ستایا۔ جس
میں دارالعلوم کی یا طلبی روحا نیت اور توکل و انا بت داس
توکل کا کیا کہنا جس نے راجندر کے چینوں میں ڈال دیا، ہنگیرہ پر
روشنی ڈالتے ہیئے دارالعلوم کی چند عزیز تواریخ پر صدر محترم کی
توجه دلائی گئی۔ صدر جمہوریہ کو یہ سپاس نامہ ایک منقش صندوق پر
میں رکھ کر پیش کیا گی۔ جلسہ کے اختتام پر صدر جمہوریہ دیلوے
اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ دارالعلوم کی جانب سے دیپہر
کا کھانا صدر محترم کو ان کے سیلوں ہنگی میں کھلا�ا گی۔ حضرت مولانا
مدفنی مدظلہ، حضرت نبیم صاحب مدظلہ اور دوسرے مشہد حضرات
کھانے میں شریک تھے۔ دماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۵۴ء
”دارالموحدین“ (دیوبند) میں راجندر پرشاد بھیے کا فرد مشرک کا یہ عظیم الشان
استقبال دیکھئے اور وہابیوں کی شان درست سالت سے عدد اوت مسلمانوں سے بیزاری
اویہ کا فردوسی دمشرک نوازی پر غور فرمائی۔ کہ غالص مسلمانوں کو تو یہ لوگ
بعض اعلیٰ یا رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم اعرض کرنے پر شرک و داجب القتل
قرار دیتے اور ان سے بیزار ہوتے ہیں مگر جو غالص مشرک کا فریبیں۔ ان کے
اعزاز و احترام میں کیا کیا اہتمام کرتے ہیں اور رسول پاک صاحب رواں علیہ السلام
والدام سے جن غلامانہ دنیا زمانہ مددانہ تعلقات پر اہل سنت کو بدعتی دمشرک

گرانتے ہیں خود وہی "تعلقات" نہ رہا جندر پر شاد سے کس طرح اشتواہ کرتے ہیں ہے
بوقت صبح ہبھور دزش رو معلومت کہ درشب چجور عشق پا کہ باختمہ
حالف نشک نوالی دیوبندی و نجدی ہلایوں کی اسلام و پاکستان کے
دشمنوں۔ کافروں مشکوں سے عقیدت و محبت دشتناک
تعلق کی کہانی تو آپ اچھی طرح سن چکے ہیں۔ اب ذرا ان کی حالف نشک نوازی
و کفر دوستی بھی طاحظہ ہو۔

"ہندوستان کے ایک نام نہاد مسلمان فضل الیمن سیدھ بیری
داں نے "لکشمی زائن مندر کی تعمیر میں بیس ہزار روپیہ دیا اور
اس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گیارہ سور و پے بطور ہدویہ مرست
اور دیئے۔ مندر کے موجودہ کیرن ہال میں، بجلی بھی سیدھ صاحب
لے اپنے خریج سے لگوانی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ
اعلان بھی کیا۔ کہ مندر کے لئے شری لکشمی زائن کی سنگ مرمر کی
مورق (بت) بھی میں ڈھانٹی ہزار کی رقم سے اپنے خرچ پر بھیا
کر دیں گا" (ماہنامہ بجلی دیوبند اکتوبر ۱۹۵۸ء)

(نوائے وقت لاہور ۱۹۷۰ء)

وہ کون سا مسلمان ہے جو اس ملعون حرکت کی مدد ملت نہ کرے گا۔ اور
جن کا دل اس ناپاک شیطانی فعل پر نہ کڑھے گا۔ مگر "بزرگانِ دین" کے مزارات
شریفہ پر حاضری دینے اور فاتح پڑھنے کے "بزم" میں مسلمانوں کو قبر پرست و
پیر پرست کہنے اور ردضہاگ مقدسہ کو بڑی سے تسبیبہ دینے دالے

دیوبندیوں و مجاہدوں کی "توحید" کی داد دیجئے۔ کہ انہوں نے نام تہاد فضل الرحمن
غدار اسلام کے اس شبیطانی ڈرامہ کی منع کرنے اور اس پر انہمار لغفرت کرنے
کی بجائے اس کی تحسین کی ہے چنانچہ لاٹل پور کے ایک دیوبندی و مجاہی دنابی اخبار
پاکستانی نے ۱۵ ستمبر کی اشاعت میں اسے "مسلمانوں کی روایت ایجاد پیشگی"
سے تعبیر کیا ہے۔ گویا دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ مسلمان پہلے سے ہی
مندرجہ بت شکنی کی بجائے مندرجہ مورثی سازی اور بت فروشنی کرتے چلے
آئے ہیں۔ حالانکہ کوئی "بغیرت سچا مسلمان" فوجا ہد اس شبیطانی فعل کا تصویر
نہیں نہیں کہ سکتا یہ شرک نوازی و مکافر دوستی توہ وہاںی توحید" ہی کے حصہ میں
اچکی ہے۔ پھر پاکستانی دیوبندیوں پر ہی یہ بات ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ہندوستانی
دیوبندی بھی فہنیل اور حسن کی تائید اور اس کے فعل کی تحسین کرتے ہیں۔ چنانچہ
ماہنا صہیلی دیوبند رسم طراز ہے کہ کہ ۱۔

"فضل الرحمن" کی بات اگر یہیں تک رہ جاتی تو ہم کو کوئی خاص دلچسپی
نہیں تھی..... لیکن دلچسپی کا باعث وہ مختصر تبصرہ ہے جو علمائے
حقہ (دیوبند) کے واحد سرکاری آرگن اور ترجمان الجمیعتہ (ہند) نے
اس پر فرمایا ہے کہ:- "ہمیں اس خبر سے پہلے محسانا ہے کہ ۳۴ گروڑ کی
آبادی میں غیر ملکی رواداری کی مثال قائم کرنے کی توشیق بھی عرف
مسلمانوں ہی کو حاصل ہے میں یہ شکمی یہ فرعی النظری اور یہ
رواداری سوائے مسلمان کے آپ کو کہاں نظر آ سکتی ہے" (الجماعۃ

نچلی :- غور طلب یہ امر ہے کہ ماگر مسلمان صاحب مذکور کا یہ کارہا مہ سیر پتھی دیس
السلطنتی اور ردا داری بھیے بلند و برتو الغاظہ سے نوازے ہمانے
کے قابل ہے تو اس وقت، ہمارے علماء (دیوبند) اپنے بلند تجویزی
قومی بحذبات کا اخٹھا رکن لفظوں میں کریں گے۔ جب یہ مسلمان صاحب
یا اور کوئی مسلمان مادرے سے پتھی کے مورثی کے سامنے بھجوں گا کہ مجیدے
میں گرد جائیں گا یا با قاعدہ طور پر اعلان کرے گا کہ میں آج سے اپنا تخلص
موہن داس رکھتا ہوں اور نمازِ فجر کے بعد روزہ ایک گھنٹہ مورثی کے
گے گے سپس نواویں گما..... اگر آپ (علماء دیوبندی) ہی بت پرستی
اول کفر و شرک سے تعاون و تعامل کی ترفیب دینے لگ جائیں تو اس
کے بعد آخر مگر ابی دین فروختی کا کوئی سادہ رجہ باقی رہ جاتا ہے۔

دیکھ مسجد میں فنکرت رشہ تبعیع مشیخ
بستکدہ میں بسمن کی پختہ زمانہ میں بھی دیکھ
(نچلی دیوبند اکتوبر ۱۹۵۷)

نجدیوں کے ابتدائی حالات

پانچ سو برس گزرے نجدیوں کا مختصر ساقیلہ سینکڑوں
سال تک دنیا کے ہزاروں سے الگ تھا۔ گرام گوشے میں زندگی
سے رعن گز ارتقا رہا۔ کبھی قرب وجہ اہل کتبیوں پر حملہ کر کے ان کے خلاف
پہ قبضہ کر لیتا۔ کبھی حملہ آوروں کے خوف سے اپنے قلعیوں میں پناہ لیتا۔ کبھی

کی فصل اچھی ہو گئی۔ تو چند دن فارغ البابی کے گزر گئے۔ درہ تلاش صعاش میں اونٹوں کا قافلہ صحراء پر صحرائے منزل ہے منزل گشت کرتے رہے۔ البتہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں سردار قبیلہ شیخ محمد بن رشید کے انتقال کے بعد جب ہمیا خس کی مختصری ریاست اس کے بھتیجے عبد العزیز کے قبضے میں آئی۔ تو نجد کی قمت نے عدیوں کے خواب سے انگڑائی۔ تیس سال کے اس نوجوان وحابی رہنا نے پندرہ میں کی لگاتار سجد و جہاد کے بعد نجد کی تمام حیثیتی چھوٹی ریاستوں کو اپنا سطیع د فرمائی۔ میکن نجد کے عماروں میں ریت کے تدوں کے سوا دھرا کیا تھا۔ حجاز کے زرخیز علاقوں پر شریف کرہ کا قبضہ تھا۔ بھر فارس کے صالح پر برطانوی پرچم لہرا رہا تھا۔ عراق اور شام کے صوبے آل عثمان کے زینگیری تھے اور پھر سبیل جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ اور تمکی نے جمنی کی حمایت کا اعلان کر دیا اور انگریز دل اور فرانسیسوں کی فوجیں نورے مشرقی مسطاً میں پھیل گئیں۔ اور ترکوں کے عرب مقبوضات میں بغاوت کی چنگا ریاں الجسر نے لگائیں۔ اور انگریز

باوس اور اجنبی اپنے خلیفوں کو تلاش کرنے لگے۔ اور ان کی نظر انتخاب ابن سعود پر پڑی اور جب جنگ عظیم ختم ہو گئی۔ اور سلطان ابن سعود کی طاقت میں مزید احتفاظ ہوا۔ تو اس نے وہاں کے پرانے خواب کی راہ تو جیہے کی۔ اور اس روز میں حجاز کا رخ کیا۔ اور جھپسات سال کی جدوجہد کے بعد مکہ منورہ پر مسروہ اور جده کو فتح کر دی۔ ۱۹۲۵ء میں سلطان عبد العزیز ابن سعود بلا شرکت بغیرے نجد و حجاز کا فرمان روایہ ہو گیا۔۔۔۔۔

..... سلطان ابن سعود خود مختار اور ملک العنان بادشاہ تھے جب تک

وہ لندن کے منزے سے نکلا ہوا ہر لفظ پوری مملکت مگر لئے آئینی اور قانونی کا درجہ رکھتا تھا۔ نہ کوئی پارلیمنٹ تھی۔ نہ سیاسی پارٹیاں نہ انتخابات کا کوئی قانون تھا۔ نہ شہری حقوق کا کوئی تذکرہ ایک کاپیسٹر فرمان تھی۔ لیکن وزارتیوں پر خود بادشاہ کے بیٹے قابلِ حق تھے۔

ابتدا میں سعودی مملکت کی مالی حالت بہت سقیم تھی اور سلطان ابن سعود کو اپنے ذاتی مصادر اور نظم و نسق کے برطانیہ کے خواں کرم کا منت گزارہ ہونا پڑتا تھا۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے آغاز سے پہلے ابن سعود نے عرب میں تیل نکالنے کا تھیکہ ایک امریکی کمپنی کو دے دیا۔ ۱۹۱۷ء میں سعودی عرب نے اسلامیہ بحث ٹوانی اور دولتوں کے سالانہ بحث سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن اب سلطان کو تیل کی رائٹلی سے جو رقم ملتی ہے۔ وہ پاکستان کے سالانہ بحث سے بھی زیادہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ سازی دولت قومی تعمیر پر عرف ہونے کی بجائے محلات شاہی کی تعمیر۔ حرم سرا کے انراچات۔ یہ لکھوڑیں کی خریداری اور دوسرے تیعیشاتِ زندگی پر لٹائی جاتی ہے۔

سعودی عرب کے محمد جو دہ فرمائے (اسعد) اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ وزارتیں ہنوز شہزادوں کا احصار ہیں۔ ملک کماں کوئی آئین ہے۔ وہ بلا دیست۔ نہ سوئ سروس۔ اور نہ سیاسی بخش، اور نہ حرام کوئی کوئی شہری حقوق حاصل ہیں۔ پورے ملک میں اعلیٰ تعلیم کے لئے کوئی کالج یا یونیورسٹی نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ عرب کے خوش حال شیخ اپنے بچوں کو بیرون۔ قاہرہ۔ لندن اور شواباک بھجوئے ہیں۔ ریاض میں شہزادوں نے اپنے

پنے بچوں کے لئے الگ الگ نہایت جدید قسم کے سکول قائم کر دیے ہیں۔ لیکن ان میں فقط شاہی خاندان کے لڑکے تعلیم پاسکتے ہیں دععت روڑہ میل ڈنہار لاہور لے جو لالیٰ ۱۹۵۴ء صفحہ ۵۵)

(دلوٹ) سعودی عرب کے میتوپ دہ دزداد میں ایک دزیٰ صحت بھی ہیں جن کا نام ہے ڈاکٹر رشاد فرعون۔ درسالہ ذکورہ ص ۳۹، فیالمجتب

شاہ سعودی الف لیلوی شخصیت

ردز تامہ کو ہستان لاہور اسی عنوان کے تحت ۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: " سعودی عرب کے مطلق الحکم بادشاہ سعود ابن عبدالعزیز دنیا کے آخری تاجدار ہیں۔ جن کے ہر فرمان کو قالون کی تقدیس کا درجہ حاصل ہے..... میتوپ دہ شاہ سعود سلطان ابن سعود کے سب سے بڑے فرزند ہیں..... سلطان نے اپنی تکوار کی لرک سے سعودی عرب کی حدیں مشغیں کی تھیں۔

اور وہ مغرب (انگریزوں) کے ساتھ تعاون کے پروردہ حاصل تھے۔ عربین امریکن ائمہ کی بنی کے ساتھ میں سعودی خاندان کا بیچا س فی حصہ حصہ ہے... شاہ سعود راشی لباس زیب ت کرتے ہیں۔ اپنے سر پر مخوب عربی علامہ پہنتے ہیں۔ ان کی عادات و اطوار میں اب بھی بعض الف لیلوی داستانوں کی یادیں موجود ہیں۔ آپ کی قریب کی نظر گزد رہے۔ اور اسی سلسلے ہر دقت ایک سفری طریقہ کا چشم لگائے رکھتے ہیں۔ وہ اس ۴۵ سال کا دور میں بھی شکار کھیلتے ہیں۔ بازوں اور عربی انسانی تحریکوں کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کی چار خنکوہ بیوی یاں ہیں۔ درجنوں عہد توں کو

طلاق دے پچکے ہیں۔ ان کے چالیس بیٹے ہیں۔ مگر اس معاملے میں وہ اپنے داول
کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۵۰۰ اعورتوں کو رشتهٗ متاکحت میں لائے تھے۔ اور
انکی کل ادواں کی تعداد ۰۵۰۰ تھی،“

محل | کچھ عرصہ قبل شاہ سعد کو خیال آیا کہ ان کے حرم کے لئے سنگ مرمر کا ایک
حسین دھمیل اور ایرکنڈلشند محل تعمیر ہونا چاہیے۔ یہ خیال آتے ہی
انہوں نے اٹلی کے مشہور ماہر تعمیر منیوڑ اور سینڈ و برینز نیپی کو حکم دیا کہ وہ ایک ایسا عص
کردہ تعمیر کریں جسے دیکھ کر الف سیلے کی داستانیں یاد آجائیں۔ لیکن وہ اس کی
تعمیر کے اخراجات ادا کرنا بھول گئے۔ محل کی تعمیر پر ۴۹ ہزار پونڈ (دس لاکھ
 روپے) لگتی آئی تھی۔

منیوڑ اپری نی نے بتایا کہ: ”میں اس سلسلہ میں وبار سعدی عرب گیا تھا۔ میرے ہمراہ
میرا بیٹا اور میرے دو کار مگر بھی تھے۔ وہاں چاکر مجھے معلوم ہوا کہ شاہ سعد ایک
 محل کی بجائے ایک بہت بڑا قلعہ سا تعمیر کرانا چاہتے ہیں، جو بھالیس قرارتوں
 پر مشتمل ہو گا اور ہر عمارت دوسری عمارت سے برقاٹ کے دریعہ بھی ہو گی۔ اس
 میں ان کی چار منگوں سو بجہ لوپی اور ۸۰ لونڈیوں کے لئے ایک حرم بھی ہو گا۔ یہ پورا
 قلعہ تقریباً چار لاکھ مربع گز میں پھیلا ہو گا۔ اس سلسلہ میں ہمیں قمیں کے ایک
 بہت بڑے قلعہ کو بھوار کرنا پڑتا۔ میں نے اور میرے مددگاروں نے اس منصبے
 پر ۱۸ نہیں کام کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۰ مئی ۱۹۵۸ء)

اندر ون محل | ایک امریکی خاقتوں شاہ سعد کے حرم (محل) میں داخل
 کجھی۔ اس نے جو کچھ دیکھا۔ ذیل میں اس کے مضمون

سکے بعض اقتباسات درج میں۔ امریکی خاتون ملکتی ہے کہ۔

”میں محل میں ایلانی قالین پر پہنچتے ہوئے ایک دیمع مرے میں پہنچی جو کسی بڑے ہوٹل کے ہالِ روم سے کم نہ تھا۔ اس کرے میں ایک دبیز قالین پہنچی ہستی تھی جو فرش زمین سے کئی اینج اپنگی تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ بہترم کا دربار ہال ہے اور شاہ یہیں ہر شام اپنی بیویوں کے ساتھ خوش گیسوں میں عرف کرتے ہیں۔ اس ہال میں نقشِ دلگاہ سے مرجح بہت سی گدیلی سنہری کرسیاں قطارِ دل میں پہنچی ہوئی تھیں۔ قریب ہی ایک منقش سنہرہ کا صدارتی صوفہ رکھا ہوا تھا۔

شاہ کی سیکھات اور پچے گئے کے نورِ تاد کرتے پہنے ہوئی تھیں۔ جن کا کچڑا انہیں منقش تھا۔ لباس میں جو اہرات بکثرت ملکے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ انہیں نے عام قسم کے دھاریہ اور مولیے بھی پہن نہ کھے تھے۔ پھر سیکھات سونے کے ذیلیں اور جو اہرات سے اس قدر لھسی ہوئی تھیں۔ کہ یقیناً وہ ان کا خاصاً بو جھ محسوس کرنی ہوں گی گلا کان گردن ہاتھ کی بخلافی اور کرس بخونے اور انہیں بیش قیمت جو اہرات کے ذیلیں اور پچھے دبے ہوئے تھے۔

ایک ایک اونگلی میں انہوں نے کئی کئی انگوڑیاں پہن رکھی تھیں۔

وہ میرکاپ۔ کابیل۔ سرفی دنیز سے پرانے و قتوں کے ہائی ڈاؤ کی ساکن پنچر دل کی امیر دلگی مخصوص۔ ان کے عطر استنے تیر تھے کہ ان کی بو میر سے لئے شروع میں پڑی ناگو اہ تھی۔

شاہ سعد کی چار بیویاں میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان چار بیویوں کے علاوہ باقی سابق مددیاں اور لوندیاں ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ شاہ سعد کی سترہ قانونی سابق بیویاں ہیں۔

اور جرم میں ان کے لئے علیحدہ بیکہ مفترہ ہے بعض اوقات شاہ اپنے منشور نظر شیخ کو اعزاز دینے کے لئے اپنی کمی سابقہ بیچی گواں کے نکاح میں نہیں۔

ترم میں لوئندیاں بھی ہیں۔ اور ان لوئندیوں کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ کو اور پڑھو جو دہم۔ حال ہی ہیں جرم میں داخل ہونے والی حودتوں کی تعداد دس سے سالٹھ تک بتائی جاتی ہے۔ سفارتی حلقوں کی اطلاع کے مطابق شاہ کے چیزوں پر یہی میں پیشیوں کی تعداد نامعلوم ہے۔ پیر لڑکے کے لئے علیحدہ موڑا اور جنما ٹور موجود ہے شاہ نے اپنے کمزیرے میں جدید طرز کی جملی گھنٹیاں لگوائیں مگر پونکہ شاہ کی نظر کمزور ہے۔ وہ خلط بیٹھ دیاتے تھے بورجس بھروسی کو دہلانا پڑتا ہے اس کی جگہ کوئی اور آجاتی۔ شاہ لا غل خانہ ایک بہت بڑے کمرے اور خالص سونے کی فتنگز پر مشتمل تھا۔ محل کا دروازہ منع ش تھا جہاں رائفل پرستیں چڑھائیں ایک سنتری پرہ دے رہا تھا۔ شاہ کی ایک بیگم نے ایک طلاقی مردانہ گھڑی جس کے ڈائل پر شاہی نشان بنا ہوا تھا۔ مجھے تھفتاً دی

(وہ ز نامہ نو اسے وقت لاہور ۹-۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

کوہستان اپنی ۵۰ روپیہ کی اشاعت میں "شاہ خرچیاں" کے زیرِ عنوان رقم طراز ہے کہ "شاہ سعد جس بھری جہانے سے امریکہ پہنچے۔ اس سے اترتے وقت موصوف نے جہاڑ کے اداکیں کو بیس ہزار ڈالر کی بخشیش دی۔ عمد کے ہر رکن کو دوسرو سے چار سو ڈالر تک کی بخشیش ملی۔ اس نقد رقم کے علاوہ شاہ نے انہیں سونے کی گھڑیاں بھی دیں۔ جہاڑ کے کپتان کو ایک بیش قیمت

گھر میں ملی۔

..... یہ خیرت، سعد حکی شاہ خوجیوں کی ایک اونٹی سی خانہ ہے۔ جو
خانہ ان ادائیں وہ قیام امریکہ کے دوران دکھائیں گے ان کے تذکرے کے پچھے نہیں
باعد آئیں گے۔ یہ تو بادشاہ کا ذکر ہے مگر شاہی خاندان کے دورے
افراد بوجھ کرتے ہیں۔ وہ خالص الف لیلوی ڈاستان کی باتیں ہیں اور مزے
کی بات یہ ہے کہ اس خاندان کی (تجدی) مملکت میں ابھی درستگاہوں اور مہذب
ڈندگی کی دوسرا بستہ ضروریات کا تصور بھی پیدا نہیں ہو سکا ہے اسی اختصار نے ۱۹
اکتوبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ "سودی عرب کے شاہی (ولی)۔
خاندان کی معرفانہ عیاشیوں کی ڈاستانیں بُھی عام ہیں شاہی خاندان
کو تیل کے ذغاڑے سے کروڑوں ڈالر کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے جس پر شاہی خاندان
کے شہزادوں کا تصریف ہے۔ ایک ایک شہزادے کے پاس کمی کئی مملکت
 محلات اور کاربی ہیں۔ غیر ملکی بنکوں میں لاکھوں ڈالر کے حسابات کھلنے ہوئے
ہیں اور کچھ دنوں سے یہ افواہ بھی گرم ہے کہ (تجدی) شہزادے ریاستان کے
خیزہ مقامات پر اپنی دولت چھپا رہے ہیں۔ شاہی خاندان کی معرفانہ عیاشیوں
کی ڈاستانیں بڑی زیگیں ہیں۔ جب کوئی شہزادہ سیرہ سیاحت پر نکلتا ہے
 تو اس کے ہمراہ عزیز خدمت اپنے لاؤ شکر ہوتا ہے۔ اور الیکٹریشنہزادوں
 کا یہ گردہ ایک دن کی شانگ، (خرید و فروخت) پر لاکھوں روپے کے خنانگ کر دیتا ہے
 یہ ہے اس ملک کے شاہی خاندان کی حالت۔ جس کے عوام کی غربت دنیا
 میں عرب المثل ہے۔ جہالت۔ نکبت اور پیماری نے عرب عوام کو اپنے

لشکرنے میں جگر لدکھا ہے۔ میلوں تک گئی مدرسے۔ ہسپتال۔ احمد سخنداں نے انگلی
سکے کسی نشان کا پتہ نہیں چلتا ॥ نیز یکم فروری ۱۹۵۴ء کے کوہستان میں ہے
کہ ”دنیا کی سب سے زیادہ غیر جمہوری بجاگیردار از مملکت کا یہ تاہدرا در شاہ سعید
مغرب کی سب سے بڑی جمہوریت امریکیہ کا حیرت انگریز دوست ہے۔ شاہ سعید
کسی پارلیمنٹ ہا کو انسل مکے نام سے جواب دہ نہیں۔ اور سعودی عرب کے
کسی باشندے کو وہرٹ دینے کا حق حاصل نہیں۔ شاہ کے ایرکنڈلیشنڈ
باندھ قصر الیکی بزرگ نہ پہنچیر نہ رہ سہے ہیں۔ جہاں ایک تہائی ۳۰۰۰ دب بھی
سینا و ٹیکوں میں خانہ بد و خی کی زندگی گزارتی ہے۔ ایک صرف پانچ فی صد باشندے
اپنا نام لکھنا چاہتے ہیں۔ جب شاہ ابن سعود (والد سعود) کو قتل کی
دولت ملی۔ تو ان کی سمجھ میں نہ کاتھا۔ کہ اس کا کیا کیا چاہے۔ ملک کی ہر جیز پاہش
کی ملکیت قبھی۔ اس سے انہوں نے اس دولت کو بھی ذاتی ملکیت سمجھا۔
ان کے رکنوں کو ساری دنیا کا سفر کرنے کے لئے بے شمار رہ دے رہے تھے
قاہرہ کی پرثیبیہ کلب میں کوئی دکونی سعودی (نجد کا دہلی) شہزادہ رقص دایی
عورتوں کے جھوڑت میں نظر آتا ایک فحشہ شہر ہے کہ قاہرہ کی ایک
کلب میں جو مصروفیں کے لئے مخصوص ہیں تھی۔ ایک سعودی شہزادہ شراب میں
ہوش داخل ہوا۔ اور چلا چلا کر کہنے لگا۔ اوسورے کے پھر اتم شاہی خاندان کے
ایک فرد کے سامنے کھڑے ہو کر تعظیم کیوں نہیں بجا لاتے۔

”گذشتہ ماہ (لبنان میں) اس پر فضنا پہاڑی مقام پر سیر و تفریح کی غرفی
سے سعودی عرب کے ۳۲ شہزادے کے جن کی گزارے سے سو برس تک

تحصیں ان ۲۳۷ شہزادوں کی دلیکھ بحوال کے تھے ۲۳۷ خدام بھی ان کے ہمہ رہنے تھے۔ اور ان کے پاس جدید ترین مادلوں کی ۵۷ کاریں تھیں۔ ہوٹل والوں کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ شہزادوں کے قیام و طعام میں شانہ شانہ بھات پاٹ کا نجٹ دیا جائے۔ چنانچہ رات کے وقت ان کے لئے نرو کی فلموں کی خاص طور پر نمائش کی جاتی احمد مقامی دفعہ کا ہی بھی ان کے لئے خاص پروگرام ترتیب ہے جاتے۔ گذشتہ ہفتہ یہ تمام شہزادے اپنے وطن حاصل چلے گئے مگر ان کے اس اختصر سے قیام کا بل ایک لاکھ ٹالر سے زائد بیان کیا ہاما

ہے۔ (دریز نامہ کو ہمنان لاہور ۵ اگست ۱۹۴۷ء)

سانش۔ دمشق ۸ جون کل یہاں تین ارکان پر مشتمل ایک فوجی ٹربونل نے صلحاء عرب جمہوریہ کے صدر ناصر کو قتل کرنے والہ شام پیشہ مصرا در شام کے اتحاد کے خلاف بغاہتہ کرانے کی سازش کے الزام میں شاہ سعود کے خراسد ابراہیم اور ان کے بھائی مجید ابراہیم کو ان کی خیر حاضری میں عمر قید با مشقت کی سزا دی ہے۔ فوجی عدالت نے مقدمہ کی دیوارہ سماعت کرنے کے بعد مبینہ ملزمان کو قصور دار بھرایا ہے۔ کہ یہ دنجد کے شاہ سعود کی تحریک پر صدر ناصر کے قتل اور شام میں گڑبرڑ پھیلانے کی سازش میں مصروف رہے ہیں۔ یہ مقدمہ اس الزام کی بنیاد پر شروع کیا گیا تھا۔ کہ شام کے وزیر داخلہ کرنل فہمید سراج کو شاہ سعود کی طرف سے آغریاً دس لاکھ روپڑنگ کا چیک موصول ہوا تھا۔ تاکہ وہ صدر ناصر کو قتل کرنے اور..... مصرا در شام کی یونیون کو روکنے کی سازش کو عملی جامہ پہنا دیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ سعود کے خراسد ابراہیم نے سازش کی بات چیت خروع کی تھی۔

جسے کرنل سراج نے منظور کر لیا تھا لیکن چیک کی رقم و صول کرنے کے بعد اس کا
انکشاف صدر تاصر سے کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شاہ سعود نے کرنل سراج کو ان
کی خدمات کے عمدہ میں زندگی مجسر پیش کیے تھے کا بھی وعدہ کیا تھا۔

(کوہستان لاہور ۹ جون ۱۹۵۸ء)

بڑے میال - این سمید نے لوگوں پر بذریعہ حکومت کی
اور تجھے تھالف دے کر مشائخ کو راضی رکھا۔ ہر قبیلے کے مردار شیخ کی لڑکی
کو باقاعدہ نکاح کے ذریعہ ایک رات کے لئے اپنے پاس رکھتے۔ اور دوسری
صحیح اسے طلاق دے کر تجھے تھالف کے ساتھ شیخ کے پاس دالپس رخصت
کر دیتے۔ دا خبار قومی دلیر گوہر الفاہد ۵ فروری ۱۹۶۷ء
چھوٹے میال - شاہ سمود سولہ سالہ لڑکی سے شادی کر دیگے اس
لڑکی کا نام فریال ممتاز صلح ہے۔ اور شاہ سعود اسے ۵ لاکھ لبانی پونڈ لفظ۔ اتنی
بی مالیت کے جو اہرات اور لاکھ لبانی پونڈ کی مالیت کا ایک مکان جو بہوت
میں ہے۔ تجھے کے طور پر پیش بھی کر چکے ہیں۔ در دنامر زمیندار ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۷ء
۔۔۔ بیرون میں سعودی عرب کے سفیر نے ان خبروں کی تردید کی کہ شاہ
سعود سترہ سالہ فریال سے شادی رچا رہے ہیں۔ اس تردید کا مطلب غالباً یہ
ہے کہ شاہ سعود نے فریال کے اپنے کی لڑکے کے لئے منتخب کر دیا ہے۔ سترہ
سال گین چمیل فیریلی ٹائی رسول کی طاری ہے۔ شاہ سعود لبانی کے ہالیہ
دورہ کے دوران میں مذکورہ لڑکی سے ملے تھے۔ اور انہوں نے اس کی فتوح
طلب کی تھی۔ یہ فتوح اپنے ساتھ اپنے (نجدی) دارالحکومت لے گئے تھے۔

(روزنامہ نویس وقت یکم نومبر ۱۹۵۷ء)

یہ ہے سعودی عرب کی انگریز دوستی و سلطنت الحنافی یہ راہ روی و عیاشی و بدعتات اور نسلک و ستم کی دامتان۔ جنہیں پاکستانی وہابی "توحید و سنت" کا علیحدار "اسلامی حکومت" کا روح رواں اور تقویٰ کی دپڑ ہیزگاری کا پیکر ظاہر کرتے۔ دن لات ان کے گیت بھاتے۔ اور ان کے "تقدس اور خلوص ن للہیت" کا دھنڈ و رہ پیٹتے ہیں۔ نام نہاد "جذبہ توحید و سنت" کی آڑ میں مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں مظالم ڈھانے اور صحابہ کرام و اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزارات شریفہ کی قوہیں اور ان کو پویند زین کرنے م بلکہ مزارات سے مقصیل مساجد تک کو شہید کر دینے والے نجدی وہابی خاندان کے شاہوں اور شہزادوں کی اس حیا سوز رنگیں زندگی پر نظر ڈال کر دیکھئے۔ کہ یہ کہاں تک اسوہ دسوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہے؟ — اور اہل سنت جماعت کے معتقدات معمولات کو شرک حدیث و سنت سے کہاں تک فربت ہے ایں نجدیاں کیں بر سر منبر تماشائی کنند
—
چوں بخلوت نی روندا ایں کا پر یگر جی کنند

محمد بن عبد الوہاب نجدی | اردو کے مشہور ادیب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے جی بی سی انہوں کی فرمائش پر مختلف تحریکیں کے متعلق جو تقاریر کیں۔ ان میں سے ایک تقریر "تحریک وہابیت" کے متعلق بھی تھی۔ جو روزنامہ امر و فرمان ۲۴ اگسٹ ۱۹۵۷ء میں اس طرح شائع ہوئی۔

”تحریک دہا بیت کے بنی محمد بن عبد الوہاب (نجدی) تھے۔ جو ۷۴۰ھ میں نجده میں پیدا ہوئے۔ اور مذہب کے اعتبار سے حنفی طریق کے پابند تھے ان کے عقاید پڑیا وہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا پڑا۔ تعلیم انہ کی بصیرہ اور حدیث میں ہوئی تھی ۷۰۰۰۰۔ شروع میں جب دمحمد بن عبد الوہاب نے عرب قبائل کے سامنے اپنے عقاید پیش کئے۔ تو ان کی اس قدر شدید مخالفت کی گئی۔ کہ آخر ان کو محمد بن سعود حاکم نجد کے بیان دراعہ میں پناہ لینی پڑی۔ ۷۲۷ھ میں محمد بن سعود نے (محمد بن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی کی۔ اور ان کے تمام عقاید قبول کر لئے۔ اس طرح محمد بن سعود نجد کے پہلے دہانی امیر ہوئے۔ اور یہ سلسلہ اب تک چلا آ رہا ہے۔ ابن سعود نے قرب و جوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو دہانی عقاید کا پابند بنا�ا۔ فتحیم۔ اس اور عیصر پر قبضہ کر کے وہ پورے نجد کا ملک بن گیا تھا۔ دراعیہ اس نادارسلطنت تھا۔ جسے اس نے مساجد و محلات سے ثوب آراستہ کیا۔ ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبد العزیز بن سعود حکمران ہوا۔ عبد العزیز نے مکہ مسجد۔ مدینہ منورہ، کربلا اور معیا پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس حکومت سے عالم اسلام کی آبادی میں غنم و غصہ کی لمبھی لمبھی ہوتی رہی۔ اور مدینہ منورہ میں اس سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکات بھی سر زد ہوتی رہی۔ مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خازن کعبہ کا غلاف آثار کر اسے برہنہ کر دیا۔ آخر ۷۴۰ھ میں عبد العزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبد القادر تھا۔ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسرا سعود ہے۔ تخت پر بیٹھا اس نے من و عن اپنے باپ کے ملک کی پابندی کی۔ اور دہانی عقاید

کی تردد کی خاطر ہر قسم کے چبر و قشد و کورہ ادا کیا۔ مثلاً اس نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرزاہ اقدس کو بالکل بہبہ کر دیا۔ اور علام کے تمام خزانے کے لوت لئے۔ اور اس بیش قیمت سامان کو سائٹھ اونٹھیں پر لرد و اکر اپنے دارالسلطنت (نجد) میں رفع دیا۔ یہی سلوک اس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے عملہ کے مرزاہ دل کے ساتھ کیا۔ حدیث ہے کہ اس نے مزارنبی کے قبہ کو بھی گرا دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن پھر بعض وجود سے اس مذہبی ارادے کی تکلیف ہو سکی۔ ابن سعید نے حکم فرمے دیا تھا۔ کہ سواحہ دہماںیوں کے ارادہ کوئی شخص حج ہمیں کو سکتا۔ پھر اپنے کئی بوس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے۔ ابن سعید کی طاقت اتنی وسیع اور ہمہ گیر جمی گئی تھی۔ کہ اس کی فوجیں یلغاز کرتی ہوئی عراق اور شام کی حدود میں داخل ہو گئی تھیں۔

جب یہ تمہیک بڑھتے بڑھتے اس قدر پھیل گئی۔ کہ پہلے جزیرۃ العرب کے علاوہ عراق اور شام بھی خلافت عثمانیہ کے ہاتھ سے نکلنے لگے۔ تو سلطان محمد نے محمد علی خدیا مصر کو لکھا۔ کہ دہماںیوں کا استیصال کیا جائے۔ خدیو نے اول اول اپنے نیٹے تو سوون پاشا کو ایک لشکر جو ار کے ہمراہ اس نہیں پر مامور کیا۔ لیکن ابن سعید نے طسوں پاشا کو میٹنے کے قریب شکست دی۔ دوسرے سال طوبیوں ایک نئی فوج بے کر آیا۔ اور پہلے درپے کئی معروکوں میں دہماںیوں کو شکستیں دے کر اس نے مدینہ۔ مکہ۔ اور بحیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران میں ابن سعید کا اڈسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

اور اس کا بڑا بیٹا عبد اللہ بارپ کی جگہ بادشاہ بنایا گیا۔ خدیوم مصر نے عبد اللہ کو لکھا۔ کہ مزماں نبی کا جو مال نجدیوں نے لوٹا تھا۔ دہ دا پس کر دیا جائے۔ لیکن عبد اللہ نے انکار کیا۔ اس پر خدیوم بہ نفیں حجاز آیا۔ اور سلسل تین چار جنگوں میں عبد اللہ کی قوی کو تباہ کر کے اس کے بعد اسلامیت دراصلیہ کا حی صرہ کر لیا۔ انجام کا رعبد اللہ گرفتار ہو کر باغی کی حیثیت سے استبدال بھیجا گیا۔ جہاں حکم سلطانی سے اس کو سزاۓ موت دی گئی۔

ابتداء میں وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی..... لیکن آہستہ آہستہ یہ تحریک سب سی رنگ اختیار کرتی گئی۔ اور جب فرانس ڈاپان نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ و محمل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تو اس تحریک کے تمام عالمی سلطنت کے بااغی قرار دیئے گئے..... معیوبت یہ تھی۔ کہ وہاں بیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ و مکالمہ کی جملے ہر عجہ دو گوں کو بزرگ تکشیر اپنا ہم خیال بنایا چاہا۔ اس جبر و تشدید کا رد عمل لازمی تھا۔ چنانچہ وہابیت دلوں میں گھرد کر سکی۔ اور لوگ اس سے مستفرا ہوتے گئے۔ مکہ معمکن، مدینہ منورہ اور کربلا کے معale میں وہاں بیوں نے جو عدد درجہ قابل اعتراض حرکتیں کی تھیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو رنجیدہ و مشتعل کر دیا تھا۔ (امر و ز لاهور)

نیا مذہب

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ملت اسلامیہ میں فتنہ و اشتار پھیلانے کے لئے جو نیا مذہب ایجاد کیا۔ اس کی بنیاد ابن تیمیہ کے عقائد ہاطلہ پر تھی۔ ہمیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔ اور اس کے اس نے مذہب سے خود اس کے گھروں اے حصی کہ بآپ اور بھائی بھی بیزار تھے

چنانچہ لکھا ہے کہ — ”محمد بن عبد الوہاب نے) توحید کی دعوت دی
 بس پھر کیا تھا مخالفت کا سیلاب اسند آیا۔ اعزہ و اقرباء درپیشے آئزار
 ہو گئے۔ خود ہاپ کو بھی یہ (وَلَا بِأَنْهُ حَبَّاعِيَة) اتنا پسند نہ کئی۔“ (محمد بن
 عبد الوہاب مصنفہ مسعود عالم فدوی حصہ ۲) ”شیخ دا بن عبد الوہاب کے
 بھائی سیلمان بن عبد الوہاب بھی ان کے مخالفت تھے۔ اور ان کی تردید۔ میں
 رسالے بھی لکھے۔ سیلمان بن عبد الوہاب کا رسالہ الصواعق الالهیہ فی الرد
 علی الرهابیہ کے نام سے پھیپا ہوا ملتا ہے۔“ (مختصر محمد بن عبد الوہاب حصہ ۱)

نجدی و مابی فتویٰ

شیخ عبد القادر جیلانی شیعائی اللہ کہتا ہے ان سے صرود توں کعبہ ردا کرنے
 اور منہبیت توں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ تو وہ کافروں تشرک ہے۔
 اس کا خون بہانا اور مال نوٹا حلال ہے۔ اگر یہ وہ لَآ إِنَّمَا: لَا إِلَهَ مِمْد
 رسول اللہ رہا کہتا۔ نماز پڑھتا۔ روز سے رکھتا اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے“

(محمد بن عبد الوہاب حصہ ۱۴۲)

دہلی جہاد

غذہ ناہیں تاہمہ ذب دہلیت کے باقی اور نام نہاد توحید نے
 تحریک جہاد کے علمبردار محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس
 نے متبیین نے ز کبھی کافریں۔ مشرکوں کے مساتھ جہاد کیا۔ زکی بنت حنفۃ
 کو پاش پاٹش کیا۔ ان کے جہاد کی حقیقت صرف یہی ہے۔ کہ مخبر مابین محمد انبیاء و
 اولیاء کی عملیت دشمن پر محملے کرنا۔ ان کے مزارات تشریف کر شہید کرنا۔ اور

مسلمانوں کو بلا دبیر کافر و مشرک بن کر ان کو تہذیف کرنا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ (جو یوم یا مہ میں شہید ہوئے تھے) کے نام سے مقام بجلیلہ میں جو قبر مبارک محسنی۔ محمد بن عبدالوہاب نے ہتھوڑا لے کر اپنے ہاتھ سے اس کے قبہ کو گرا کر زمین کے بر ابر کر دیا (محمد بن عبد الوہاب حمد ۷۴)

کمر بلا معلیٰ | ۱۴۱۶ھ کو سعود بن عبد العزیز نجدی تمام نجد جنوب۔ ججاز چلا۔ اور ”بلد الحسین“ کے باشندوں پر حملہ کیا اور نجد یوں دہائیوں نے اس پر دھما و الجول دیا۔ اس کی دیواروں پر پھر جھوٹ گئے۔ اور زبردستی دھمروں میں داخل ہو گئے۔ اور اکثر باشندوں کی دھمروں اور بازاروں میں نہ تیخ کر دیا۔ اور اس قبہ کو تجوہ ان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گی تھا۔ منہدم کر دیا۔ قبہ اور اس کے آس پاس اور پڑھاڑے کی تمام پیروزی لے لیں۔ قبہ زمرد۔ یا قوت اور جواہر سے آرائستہ تھا۔ اور اس کے علاوہ شہر میں جو کچھ (مال و مسازع و ہتھیار۔ لباس۔ سونا۔ چاندی۔ قیمتی مصائب اور بے شمار پیروزی) ملا سب لوٹ لیا۔ اور کرم بلا کے باشندوں میں سے تخریب اور آدمی قتل کئے گئے (محمد بن عبد الوہاب حمد ۷۹)

ملکہ مکرہ | ۱۴۱۸ھ کو سعود بن عبد العزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے ملکہ مکرہ داخل ہوا۔ تا آنکہ ملکہ کے تمام مٹاہ اور قبے زمین سکے بر ابر کر دئے گئے۔ کعبہ کے تھواہ اور قیمتی ذخیرے فتحیں (نجدی ”مجاہدین“) میں تفہیم کر دئے گئے۔ اور بعض مجاہور قتل بھی کئے گئے۔

(محمد بن عبد الوہاب ص ۱۳۷)

مددیہ منورہ | دو سو هجده میں مدینہ منورہ فتح ہوتا۔ سب دستور مدینہ منورہ
میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں
سرور کو قبر (رد عذہ نبوی) کھول کر جو کچھ ملا۔ اس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔
(محمد بن عبد الوہاب ص ۲۹)

تکفیر | دیے تونجدی و نابی اپنے مختصر فرقہ کے سوا تمام اہل اسلام کی تکفیر
کرنے ہی ہیں۔ مگر جو اکابر اولیاء است ہیں اتنے زبردست معاملہ
میں دہانی ان کا بھی کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ چنانچہ مذکور ہے کہ ”قد کفر الشیخ
ابن العزیز و ابن الفارض و امثالہما“۔ بے شک ابن عبد الجبار نے
حضرت ابن عمری و ابن فاراض اور ان جیسے دیگر اولیاء است وزیر رگان کی بھی
تکفیر کی“ (محمد بن عبد الوہاب ص ۱۵۲)

ان دہانیوں کی تکفیر بازی و تکفیر پسندی کا یہ حال ہے کہ تو بد بخت صحابہؓ کرام
علیہم الرضیان کی تکفیر کرے نجدی دیوبندی و نابی ایکے بد بخت کو بھی اسلام و
سنت میں داخل سمجھتے اور اپنے سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ
رشیدیہ دیوبندیہ حصہ دوم ص ۱۳۸ پر مذکور ہے کہ -

”جس شخص صحابہؓ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے ... وہ اپنے اس کبڑے کے
سبب اہل سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا“

اور امام ابوہبیہ ابن تیمیہ کی تکفیر بازی دشقاوت اور بیابی دہنی کا
توہی عالم تھا کہ اس نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

چیز اد بھائی جلیل القدر صحابی سید المغرس حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکفیر سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ مولانا وکیل احمد صاحب سکندر پوری نقل فرماتے ہیں کہ ”صراط المستقیم والردعی اہل الجحش لغو کتاب ہے۔ اس میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکفیر مکھی ہے چنانچہ کشف الطنون میں لکھا ہے صراط المستقیم والردعی اہل الجحش لا بن تیمیہ الحنفی“ فیہ اشیاء لا یسمی ان تذکر کتکفیر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی ما نقله الحسینی فی کتاب الرد علیہ دو سیلہ حبیلہ ص ۳۲) نیز علامہ ابن حجر متنی کی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ اسی ابن تیمیہ نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان پاک پر حملہ کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ ان عمر و غلطات و بلایات و ای بیارت بعین حضرت مگر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہت سی خاطرناک غلطیاں ہیں۔ اور ان غلطیاں اخطاً فی الا کثر من ثلات مائیہ مکان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیخ نبوسے زیادہ جگہ غلطیاں کیں رضا و مسی حدیثیہ حصہ ۳۴) سعادۃ اللہ

و لا حول و لا قوّة إلا بالله

عَلَيْكُمُ الْمُنْعَمُ وَلَا يَبْيَهُ حضرت علامہ سید احمد زینی و بحلان علی قدس سرہ الملکی (جن کی بزرگی و علم و فضل کے خود دیوبندی دہلی بھی معروف میں) اپنی کتاب مستطاب دوسرے سنیہ فی الرد علی الوفایہ میں فرماتے ہیں کہ ”گردہ دہلیہ اپنے پیرہوں کے سوا کسی کو سوہنہ نہیں جانتے۔ محمد بن عبدالوہاب نے یہ دینا مذہب نکالا۔ اس کے بھائی شیخ سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اہل علم سے تھے۔ اس پر ہر فعل و قول میں سخت اذکار فرماتے ایک دن اس سے کہا اسلام

کے کتنے رکن میں؟ ابو لا پانچ - فرمایا تو نے چھ کر دیئے۔ چھٹا یہ کہ جو تیری پر دی نہ
 کرے۔ (وہ اپنی نہ بنے) وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے زندگی اسلام کا رکن
 ششم ہے..... اس کی خاتمی سے ایک یہ ہے۔ کہ ایک ناپیدا متعقی مژوڈن
 خوش آواز کو منع کیا کہ منارہ پر اذان کے بعد صلوٰۃ نہ پڑھا کر د۔ انہوں نے نہ مانا۔
 اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھی۔ اس پر اس نے ان
 کے قتل کا حکم دے کر شہید کر ادیا۔ پھر بولا کہ رندھی کی چھوکری اس کے گھر تار
 بجانے والی اتنی گنجینگاہ نہیں۔ جتنا منارہ پر بآواز بلند بُنی صلی اللہ علیہ وسلم
 پر درود بھیجنے والا۔ محمد بن عبد الوہاب اپنے پیروؤں کو کتب فقہ دیکھنے سے
 منع کرتا تھا۔ اس نے فقہ کی بہت سی کتابیں بعلادیں۔ اور وہا بیوں کو اجازت
 دی کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کے متھی گھر طلب کرے یہ فتنہ
 دہاکیہ سخت عظیم فتنوں سے ہوا۔ جب کوئی مسلمان خوشی سے یا جبراً وہابیوں کے
 مذہب میں آنا پاہتا۔ اس سے پہلے کلمہ پڑھاتے پھر کہتے خود اپنے اوپر گھاہی
 دے کہ اب تک تو کافر تھا۔ اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے
 اور اکابر ائمہ سلف سے ایک جماعت کے نام لے کر کہتے ان پر گواہی دے
 کر یہ سب کافر تھے۔ پھر اگر اس نے گواہیاں دے دیں۔ جب تو مقبول۔ ورنہ
 مقتول اگر ذرا انکار کیا مردا ڈالتے۔ اور صاف کہتے۔ کہ چھ سو برس سے ساری
 امت (اکابر ائمہ و علماء۔ اولیاء کرام و عوام مسلمین) کافر تھے..... ابن
 عبد الوہاب نجدی کو سرمنڈانے میں اتنے غلیظ تھا کہ اگر کوئی عورت بھی اس کے
 دین ناپاک میں داخل ہوتی۔ تو اس کا سر بھی مدد دیتا۔ کہ یہ زمانہ اکثر کے بال میں

انہیں ددرا کر دے۔ بیہار تک کہ ایک عورت نے اس کی بیوی دش دیکھ کر کہا کہ جو
 مرد تیر سے دین میں آتے ہیں۔ ان کی داڑھیاں بھی منڈایا گیا کہ وہ بخوبی تو زمانہ
 کفر کے بالی ہیں۔ ابن عبد الواب ائمہ کے مذہب اور علیہ کے اقوال پر
 طعن کرتا اور بہاء تغییہ جھوٹ فریب سے صبغی ہونے کا اذعارات ہوتا۔ حالانکہ امام
 احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بیزار ہیں۔ اس کی بیچال ڈھال دیکھ
 کر جمیع مذاہب کے علماء مشرق و مغارب اس کے رد پر مکمل ہو گئے۔ اس
 کی بہامی باقتوں میں سے یہ عجیب ہے۔ کہ حضور پر نعمت سید عالم صدی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے سیلا دشیریف پڑھنے اور اذان کے بعد حضور والائے اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم پر صلیۃ مجیخہ اور نماز کے بعد دعا مانگنے کو ناجائز بتانا اور حضرات انبیاء
 اولیاء سے توسل کرنے والوں کو صراحت کافر کہتا۔ اور بنی کرم صدی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی زیارت سے منع کرتا۔ چنانچہ اس کے منع کرنے کے باوجود مقام
 احادیث کے حضرات بنی کرم صدی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنے
 کئے تھے۔ جب والپس آئے تو اس نے ان کی داڑھیاں منڈوادیں۔ اور انہیں
 اللہ سوال کر کے در عیہ سے اس پہنچا یا۔۔۔۔۔ محمد بن عبد الواب مشرکین کے
 بارہ میں نازل شدہ آیات کی مسلمانوں پر چیاں کر کے انہیں کافر بتاتا۔
 دلائل الحیرات شریف وغیرہ۔ درود شریف کی مشہر۔ رسول کتابوں کو جلاتا۔
 رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیص شان کرتا۔ اور کہا کہ وہ تو طاری
 دمحض ایجھی تما صد اور ڈاگر ہیں۔ نیز اس کے بعض بڑے بختر تھے۔ اگر
 عصما محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بختر ہے کوئی کہاں سے سارے طلاق

اور حیکر ضروریات میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فدر
چکے ہیں۔ ان میں اصلاً کوئی نفع باقی نہیں رہا۔ دنیا کب بدہن گستاخ (۱۲۱۷ھ)
ماہ ذی قعده میں جب نجدی طائف کے مالک ہوئے۔ تو انہوں نے چھوٹے بڑے
حاکم حکوم سب اہل سُنت کو قتل کر ڈالا۔ بچوں کو ماؤں کے سینے پر فتح لیا۔ مال
لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ نیز اور بھی بہت سی باتیں کیں جو باعث طیارہ
ہیں۔ (الدَّرِ السَّنِيْهُ فِي الرَّدِ عَلَى الْمُوَارِيْهِ مُطْبَوَعَهُ صَفَر)

ابن سعود کا کامہ نامہ | نجدی دلایلوں کے موجودہ شاہ سعید کے باپ
عبد العزیز ابن سعود (علیہما السلام) نے مکہ مکران
و مدینہ منورہ کے قرستان جنت المعلیٰ رجنت البیع کے تمام مزارات و مقابر
سائز کو گرا یا۔ اور ان پر غلاظت ڈالی۔ حضرات اہل بیت و صاحابہ کرام و بزرگان
یعنی علماء الرحموان کے رضیجہ مقدسہ کی سخت تحریم مذہبی حرمتی کی۔ سیدہ
آمنہ (والدہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مزار مقبرہ کو تو ہینا گرا یا
قبہ مولہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قبة حضرت غالوان جنت رحمی اللہ عنہما
کو بہت بڑی طرح مسکار کی۔ سیدہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کے
مزار۔ پاک کو سخت تحریم کے ساتھ گرا یا۔ اس پر بندوقیں چلایں۔ غلاظت
ڈالی اور کبا اپنی پر جا کر داتی رہی ہے۔ اب اللہ کرچاڑا مقامہ کر۔ خلیفہ ثالث
سیدنا ععنان ذی السنوریہ رضی اللہ عنہ کا مزار مسجد سنبھالیں کیا۔ حضرت فخر حدا
یر مزار رضی اللہ عنہ کے مزار شریف اور سجدہ کو شہید کیا۔ اس کے علاوہ کسی افراد
مسجد بلکہ سجدہ کو ترمیثی گردیں۔ ان بڑیاں افواہ ایرانی حکوم را نواز فاب پس لاتے۔

اسماعیلی وہابی تحریک | غیر منقسم ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک

کے پیشوں مولوی اسماعیل دہلوی میں جن کی کتاب *تفویہ الایمان* وجود رحیقت محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب *التوحید* کا ترجمہ ہے تو ہم شاہنہ ولیت و امامت شاہ رسالت و ولایت اور نجوبان خدا کے خلاف عناوی و خبیث باطنی کا ازندہ ثبوت موجود ہے۔ ہندوستان میں ان کی اسماعیلی وہابی تحریک نجدی وہابی تحریک بی کی شاخ تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر عاشق بٹالوی لکھتے ہیں "جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید احمد بریلوی اور اسماعیل شہپیر کی تحریک پر یقیناً نجدی وہابیت کے کافی اثرات تھے۔۔۔۔ شاہ اسماعیل شہپیر و سید احمد بریلوی (اسماعیل کے پیر) نے حج سے واپس آگر اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا تھا (روزنامہ امرداد لاہور ۲۴ اگست ۱۹۵۳ء) نیز پادری مسیح جیز لکھتا ہے کہ (محمد بن عبد الوہاب) کے جائشیوں نے وہابیت کے اصول سید صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں بتا دیا کہ نہیں روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد یہ کامیابی ہوتی ہے۔ اور یوں ملک ہاتھ لگتے ہیں ۔۔۔ دحیث طیبہ ص ۵۱۲)

اسماعیلی فتنہ کی ابتداء | اسماعیل دہلوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث

صاحب کا تھاندان علم و فضل میں ہندوستان میں مشہور ہے۔ آپ کے ہاں اہل سنت کے سموات راجح تھے۔ چنانچہ وہابیوں کی شہور و معتر

کتاب حیات طیبہ ص ۷۶ پر غر کوہ ہے کہ ”محل اجنب شاہ عبدالعزیز صاحب کی مسنویات بھی کی صحنک (ختم و فاتحہ) کرتی تھیں۔ اور کوئی داسما عیل وغیرہ منع نہ کر سکتا تھا۔ تو اور گھر دل کا کی کہت ہے، مگر اسما عیل کی بے نصیبی کہ اس نے اپنے خاندان کے بزرگان دین اہل سنت و جماعت کے برخلاف نجدی و لابی مذہب کو اپنایا۔ اور اس مذہب کا پرچار کرتے ہوئے سب مسلمانوں کو کافر مشرک، بد عقیقی بنانے اور محبو بان خدا کی شان میں بے ادبی گستاخی کی تحریک شروع کر دی۔ لیکن چونکہ اس وقت نام سلمان خود اسما عیل کے خاندان کے بزرگ بھی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھے۔ اس لئے اسکیل کے خلاف ایک شور برپا ہو گیا۔ خود حیات طیبہ میں ہے ”اور ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مقابل مولانا اسما عیل کی مخالفت پر ثبوت پڑا ... یہاں تک کہ اور توں میں بھی اس کی گفتگو شروع ہو گئی دیکھونکہ مرد و سورت سب اہل سنت تھے) اور وہ بھی مخالفت کے تمثیاروں کو مولانکے مقابلہ میں استعمال کرنے لگیں۔ یعنی کوئی نہ دینے اور مولانا کا نام لے کر پڑنا۔ ایک دن مولانا عصر کی نماز پڑھ کے جامع مسجد میں حوض کے کنارے نیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک بڑھا مولوی صاحب۔ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ مولوی صاحب مولانا اسما عیل کوں نیا مونوی پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے۔ بھوی کی صحنک نہیں کرنی چاہیئے۔ (حیات طیبہ ص ۷۷) اسی میں لکھا ہے ” ایک دن آپ شاہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں وعظ فرمائیں ہے تھے۔ ایک صوفی نے بلند آواز میں یہ کہا۔ ” آپ کیوں ہاتھ دھو کے دین کے پنجھے پڑے ہیں

اپنے بادا اور چاہی کو دیکھو۔ انہوں نے کبھی ایسی باتیں نہیں کیں حالانکہ وہ بھی بہت بڑے فضل ہیں۔ بلکن تم تو بڑا ہی غصہ بڑھا دے گے ہو۔ (حیات طیبہ ص ۵۴)

نر مر قوم ہے۔ جب داسماں کے، اس قسم کے وعاظ مونے لگے تو دوچار جگہ اٹھی جھی جیں گئی۔ کیونکہ اب محمدیوں (محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیر کا رنگوں) کا گرد بھی بڑھتا سبا آ تھا۔ (حیات طیبہ ص ۳۷) ان حوالہ جوان سے ظاہر ہو گیا کہ اب میں اپنے "بادا اور چاہی" کے طریقہ سے ہٹ کر ہندوستان میں بیپ (دہلی) خوب ایجاد کیا۔ ملت اسلامیہ میں پھروٹ ڈالی۔ فتنہ و انتشار اجنبیا۔ فدا کرایا۔ اور اسلامیوں پر شرک و پر عدت کا فتویٰ چیپاں کیا۔ آج بھی اس سکے پر کاریبی خدمات سرا نجام دے کے، ہے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ ولائی نذہب کی بنیاد ہی انہی باقی

پر ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔

خدا الحفظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً نجدیت کی اس دباء سے

الْمُعِیْلِی جہاد کی کہانی | آج حقائق پر پڑھ ڈال کر اسماں کے معتمدین سے

سکھوں سے نبرد آزمائے دالا اور کیا کچھ بارہے ہے ہیں۔ حالانکہ خفیت اس کے بالکل ر عکس ہے۔ دراصل اسماں کی ملکہ سکھوں سے تھی مگر زیوں سے بلکہ اس کا؛ صل مقابلہ مسلمانوں اہل سنت کے ساتھ تھا۔ جہاں تک سکھوں سے اس کی نڑائی کا تسلیق ہے۔ اگر اسے تسلیم کر دیا جائے تو یہ جزوی طور پر ایک تحریک ہو گی۔ جو سکھوں کی بجائے پنجاب میں انگریز دل کے قدم چانے کے لئے چلانی گئی تھی۔ ورنہ ذائق طور پر اسماں دیدا احمد

داس کے پیرا کے ہندوؤں، سکھوں سے کافی تعلقات و مراسم تھے۔ چنانچہ اسماعیل کا سیکرٹری "مشی میرالال" تھا۔ اور اس کا ایک سپاہی "راجہ رام بند" تھا۔ (حیات طیبہ ص ۲۷۶) خود فرمائیے۔ جس شخص کے کافروں کے ساتھ کے ساتھ اتفاقات کا یہ عالم ہو کہ میرالال و راجہ رام جیسے کافروں مشرک دشمن اسلام بند و اس کے سیکرٹری دسپاہی ہوں۔ وہ کافروں مشرکوں کے ساتھ میا جہاد کرے گا؟

تھی رئا سکھوں کا معاملہ وہ بھی ہے۔ حیات طیبہ کا صحفہ میرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے: "بُنْجَہِ مُعْتَصِمِ مُعْلُومِ ہوتی ہے کہ دہلی کے دن شیر سنگھ نے ان دو نور بزرگوں (اسماعیل داسکے پیر سید احمد) کی نعشوں کو شناخت کر کر بیت مکرمت کے مسلمانوں (بلاکوت مکہ) میں دفن کیا" (حیات طیبہ ص ۵۴)

اور دہلوی اثرف علی تھالوی دیوبندی کی مدرسہ کتاب شامل امدادیہ میں ص ۹۹ پر لکھا ہے: "کہ اوسیوں نے حضرت (سید احمد) کا بدن پایا..... امر سنگھ نے بمعظیم و کرام عام مزار کیا۔" نیز حیات طیبہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس محفل کے پیر سید احمد نے رنجیت سنگھ کی اخواج کے جہل بدھ سنگھ کو جو خلاف تھا۔ اس میں بده سنگھ کو ان القاب کے ساتھ یاد فرمایا۔ کہ "اَلْأَمِيرُ الْمُؤْمِنِيُّ سِيدُ اَحْمَدُ بْنُ سِيدِ

ابہت تحریر رپہ سالار جنزو دعا کر۔ مالک خزان و دفاتر جامع ریاست و سیاست حادثی امارت دایالت۔ صاحب شکر و جنگ۔ علیت اُشان سردار بدھ سنگھ!

حیات طیبہ ص ۲۹۹) خیال فرمائیے۔ جو لوگ سکھوں کو ان القاب و آداب کے ساتھ یاد فرمائیں کہ جن القاب و آداب کو ان کی نجدی توجیہ انبیاء علیہم السلام و

اویساد کرام علیہم الرضوان کے متعلق استعمال کرنے کی ہرگز انجازت نہیں دے سکتی۔ اور جن کی نعشتوں کو سکھ نہایت عزت کے ساتھ دفن کریں۔ بلکہ ان کا مزار بنائیں۔ کیا ان نجدی وہابی یتھروں کی سکھوں کے ساتھ کوئی دشمنی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بتائیے اگر انہوں نے سکھوں کے ساتھ صلح منی کر جہاد کیا ہوتا۔ اور واقعی یہ ان کے دشمن ہوتے۔ تو اس صورت میں سکھ ان کو عزت کے ساتھ دفن کرتے ان کا مزار بناتے۔ یا کہ ان کی نعشتوں کے ٹکڑے اڑاتے؟ ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں کی سکھوں کے ساتھ کوئی مذہبی دشمنی نہ تھی بلکہ انہوں نے طور پر بھائی چارہ تھا۔ جسمی تو سکھ ان کی اس طرح عزت و تعلیم بجاواتے تھے نا۔

انگریز دوستی | باقی سایہ کہنا کہ اسماعیل لشکر نے انگریزوں کے خلاف علم بجاوت بلند کیا تھا۔ تو یہ بھی سراسر جبوبہ لتو اور غلط ہے۔ کیونکہ اسماعیل دسید احمد کا انگریزوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ چنانچہ سید احمد نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ”مرکار انگریزی سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں۔ اور نہ ہمیں اس سے کچھ تھی صحت و جھگڑا ہے“ (حیاتِ علیہہ ص ۲۸۵) اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۵ پر ہے گوئی نہیں کہ اس کی سلطنت کے قانون کو فرقہ الہدیث (وہابی) نے کس قدر سلیم کیا ہے۔ اور اس کے کیسے فرمابردار و مطیع اس گروہ کے لوگ ہیں..... اور کبھی ان کا رد ایجوس میں شریک نہیں ہوئے۔ جو گورنمنٹ (انگریزی) کے خلاف بمحبی جاتی ہیں ۔۔۔ اسی طرح مولوی عبد المجید سوہنہ روی مرپہ الہدیث نے بھی لکھا ہے کہ ”بعض الہدیث علماء نے بھی (انگریز کے ساتھ) جہاد کے خلاف

فتاویٰ درے دیا۔ خطاب بھی چاہیا۔ اور انعام بھی پایا۔ (انگریز اور ولائی حکومت، بلکہ یہاں تک قدری موحد ہے کہ ”کلکتہ میں جب مورلانا داس عیل دہلوی بنے جہاد کا دعٹ فرمانا شروع کیا۔..... تو ایک شخص نے دریافت کی کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے (وہ بھی تو دشمن اسلام کافر ہے) آپ نے جواب دیا۔ کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح داجب نہیں۔.... ہم ان کی رعیت ہیں۔.... بھیں اتنا کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ کرے تو ہمہ آور ہم۔ تو سمازوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گروہ (برطانیہ پر آئندہ نہ آتے دیں۔) (حیات طیبہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۸۹۷) دیکھئے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ پر کس طرح قربان کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی حفاظت کو کیسے فرض قرار دیا جا رہا ہے۔

اوہ سینے۔ ولاءوں کی مشہور و معتری ماہی ناز کتاب سوانح احمدی (جو اسماعیل دہلوی مصنف تقویتہ الایمان کے پیر سید احمد کے حالات پر مشتمل ہے) میں اس کا سبقت مولیٰ محمد جعفر تھانیسری (جو سید احمد داسعیل دہلوی کا زبردست معتقد دنیا ز مند ہے) رقمطر از ہے کہ ”سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد امداداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ انگریز کا سرکار انگریزی اسی وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دلے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زدر کم ہو“ (سوانح احمدی ص ۱۲۹) ملہی ولائی مورخ جعفر

تھا ایسی لکھتا ہے کہ

”اپنے سید احمد کے معاصری اور مکاتب میں بین ۲ سے زیادہ ایسے
متفاہم پائے گئے ہیں جہاں۔ ہلے لکھے اور علاوہ طور پر سید صاحب نے بہ طالع
شرٹی اپنے پروگراؤں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے بچ کیا ہے (سوانح الحمدی ص ۲۴)
کہ ا ان روشن تر رنجات کے بعد بھی کوئی اسعیل دیوبندی ڈبلیو یا کہہ سکت
ہے۔ کہ اسعیل نے انگریز کے ساتھ جہاد کیا اور اس کے خلاف علم بغاوت
بلند کیا۔ مال جس کی قدر وسیعہ دیانت و صداقت کا جنازہ نکل چکا ہے وہ
بھروسہ ہے کہتا پھرے۔ بیہقی یاد رکھئے کہ صرف سید احمد اسعیل دہلوی
اور شاہ اہمیتی، ہی انگریز کے مذرا و بنزو بے دام نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے
تبلیغی دہلوی علماء بھی انگریز کے منظور نظر اور تبلیغ خوار ہیں۔ چنانچہ مشہور و
معتبر دیوبندی کتاب مکالمۃ الصدرین میں مذکور ہے کہ مولوی حفظ الرحمن
دیوبندی نے عربی شیر احمد عثمانی دیوبندی کو مخاطب کر کے ان کی جمیعتۃ العلما
اسلام کے تعلق کہا کہ ”اللکھتہ میں جمیعتۃ العلما اسلام حکومت برطانیہ کی مالی
امداد اور اس کے ایام سے قائم ہوئی ہے..... گفتگو کے بعد طے ہوا
کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش
قرار رقم اس کے لئے منظور کہلی گئی۔ اندھا اس کی ایک قسط محلانا آزاد سجھانی
صاحب کے حوالہ بھی کہ دی گئی۔ اس روپیے سے لکھتہ میں کام شروع کیا گی۔
(مکالمۃ الصدرین ص ۲)

الیاسی تبلیغی جماعت :- یہ مولوی حفظ الرحمن دیوبندی نے نام نہاد دیوبندی

تہذیبی جماعت کے متعلق بھی انکشاف کیا۔ کہ ”مولانا ایاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت (بریتانیہ) کی طرف سے پذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ رشرپرہ ملتا تھا۔ (مکالمہ ص۳۳)

ائز فتحی خالوی | اور مولوی شبیر احمد دیوبندی نے مولوی سین احمد نغمہ ایز فتحی خالوی کو مخاطب کر کے کہا۔ ”دیوبندی علماء کو مخاطب کر کے کہا۔“ دیکھئے حضرت مولانا ایز فتحی صاحب خالوی ہمارے دلیں کے مسلم زرگ و پیشوائتھے۔ ان کے متعلق (طبعی) بعض لوگوں کو پہنچتے ہوئے سنائیں۔ کہ ان کو چھ سورہ پرہ (انگریزی) حکومت کی جانب سے نیٹے چانتے تھے۔ (مکالمہ ص۱۶)

اولہ آپ حضرات کے متعاقب ہی عام طور پر شہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیے لے کر ٹکوار ہے ہیں ۲ (مکالمہ ص۱۸)

ناقلین کرام غور فرمائیں کہ مولوی حافظ الرحمن اور شبیر احمد عثمانی دلوں ہی دیوبندی مکتبہ نگرے متعلق ہیں۔ اول۔ کس طرح صفائی کے ساتھ ایک دورے کا راز فاش کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر دیوبندی دہلی علماء کی ہندو انگریزوں دوستی و وظیفہ خواری کی اور کیا دلیل ہو گی۔

معی لاکھ پ بخاری ہے گواہی تیری

ثمر ناک بہتان | دہلیوں کے دشمن اسلام کے ساتھ گٹھ جوڑ اور انگریز دوستی کی نگی تصور آپ کے سلمانے ہے لیکن کس قدر

انہوں کا مقام ہے۔ کہ یہی غیر معتدل دیوبندی دہلی خود انگریز کا کام کار۔

نکھوار دگھرا دوست ہونے کے باوجود دوسروں پر کچھ دا چھالتے اور انگریز دوستی

کا شرمناک بہتان لگلتے ہیں۔ چنانچہ دنایوں سے اور کچھ نہیں نہ سکا۔ تو انہوں نے تحریرے عرصہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین دامت۔ شیخ الاسلام مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بربلیوی رضنی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت پر انگریز دوستی کا الزام تراشا ہے۔ اور ایک طے شدہ سیکیم کے تحت غیر مقلد دلیوبندی ملادی د اخبارات اس بات کو ہوادیسے کی تاکام کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اس شرمناک کوشش میں حلقہ پر پردہ ڈال کر قہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دلیوغ یہ فرع ہے ایک اعلیٰ حضرت رضنی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس شرمناک بہتان و ناپاک اتهام سے قطعاً پاک ہے۔ جیسے ہم نے اکابر دلیوبندیہ دناییہ کی ہندو سکھوں انگریز دوستی پر دشمنی ڈالی ہے۔ ہے کوئی وہابی حوزہ باقی شودہ مچانے اور خرافات کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اسی طرح کسی معتبر و معقول دلیل سے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی "انگریز دوستی" کا ثبوت پیش کر سکے (العیاذ باللہ) ہرگز نہیں ہے

نہ خنجر چلے گا ز تلوار ان سے

یہ پاز و مرے آزمائے ہوئے ہیں!

بہرحال۔ مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بربلیوی کی انگریز دلیں، ہندو دل سکھوں سے کوئی دشمنی و لڑائی نہ تھی۔ بلکہ ان دشمنوں دین کے ساتھ ایسا گہرا رشتہ تھا کہ ان دونوں کے مرنے کے بعد سکھوں نے ہی ان کو عزت کے ساتھ دفنایا اور انہوں نے کی تعلیم و اکرام سے ان کا مزار بنوایا۔ جیسا کہ اول پر گزر چکا۔ ان

دو نوں وہابی یہودیوں کی اصل دشمنی والٹائی تو مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ چنانچہ
دیوبندیوں کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے کہ "حضرت دگنگوہی جی"
نے فرمایا۔ کہ صاف نظا بجا فی ساکن انبیاء نے مجھ سے سے بیان کیا تھا۔ کہ ہم
قابلہ میں ہمراہ تھے مولوی عبدالحی صاحب مولوی اسماعیل صاحب
دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے۔ اور یہ سب
حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے
پہلا جہاد مسکی یا رہ محمد خاں حاکم یا غستان سے کیا تھا؟ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۳۷)
دیکھئے! اسمعیلی جہاد کی اجتہاد ہی مسلمانوں کے ساتھ ہوئی ہے۔ پھر اور
سنئے۔ مرزاز احریت لکھتا ہے: "مولانا شہید کی پہلی نظریہ۔ درافی (مسلمانوں)
کی تو اپوں پر لگ رہی تھیں۔ آپ سب سے پہلے ان ہی پڑھا پڑے۔ گولہ انداز نے
مہتابی کو روشن کر کے چاہا۔ کہ پہلے مولانا شہید کو اڑا دو۔ کہ مولانا د اسمعیل
تے نلوار کا پھرتیے دار کر کے اس کی گردن اٹھادی۔ وہ سرا تجھ پی بھی یوں ہی
مارا گیا۔ مولانا شہید نے فوراً دھونک تو پس دہانیوں د بخان مسلمانوں
کی طرف پھیر کر فیر کرنے شروع کئے۔ ایک وفادار ہندو دیباجم رام) جو مولانا
د اسمعیل ماشہید پر فریفہ تھا۔ گولہ انداز می پر مقرر ہوا۔ اس نے اس پھرتی
سے گولہ انداز می کی کہ دہانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ادھر مجاہد ایشہید از
پرٹ پڑے جہاں اب درافی کیوں فرمیداں میں مٹھر سکتے تھے
اپن کی سامان چھوڑ کر بھاگے۔ جب وہ فرار ہو دے ہے تھے۔ سید عاصم
بھی ان پر آپرے تھے۔ جسنتے درافی مار دے گئے۔ ان کی تعداد ۴۵۰ کے معلوم

نہیں۔ مل جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے۔ وہ چار سو سے زیادہ
 تعداد میں تھے۔ مولانا شہید کی فوج کا ایک آدمی بھی زخمی نہ ہوا تھا۔ (حیات
 طیبہ ص ۲۱۷-۲۲۱) یہ ہے اسمعیلی تحریک جہاد کہ راجہ رام ہندو کو ساتھے
 کر مسلمانوں کو تباخ کیا جا رہا ہے، ایک اور مسلمان خادیخان کے ساتھ
 اسمعیلی جہاد کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے۔ کہ ”مولانا شہید نے کہا سکھوں سے
 تو ہم لڑتے ہیں گے۔ مگر سب سے پہلے اس کا نتے دخادیخان کو رہ
 سے ہٹا دینا چاہئے مبادا کسی وقت اس سے سخت چشم از نم پہنچے۔۔۔ سات
 سو آدمیوں کو ساتھے کر آپ ہندو کی طرف بڑھے۔۔۔ آپ نے
 خاموشی سے بارہ بندوق چھپیں کو بچھ دبا۔ کہ تم دروازہ کے پاس اس ٹسلے کے
 پیچے چیپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جوں ہی دروازہ کھمل کر قلعہ میں سے لوگ لکھیں
 اور شہر کی طرف جانے لگیں۔ تم فوراً قلعہ میں گھس جانا۔ اور النبی گویاں مل
 دینا۔۔۔ جونہی مولانا شہید نے بندوقوں کی آواز سنی۔ آپ بھی فوراً
 سچہرا ہمیوں کے داخل قلعہ ہوئے۔ ہتھیار اٹھانے کی بھی قرعت نہ دی
 اور سب کو خوف دے کر باہر نکال دیا۔ قلعہ کے دریے حصہ میں خادیخان
 سوتا نہ تھا۔۔۔ لوگوں کا غل سنائی دیا۔۔۔ تو پریشان باہر نکل آیا۔
 دیکھ را تو یہاں بھل ہی اور بکھلا تھا۔۔۔ آخر ایک دسمبری دنیا مسلمان کی
 کوئی لے اس کے خادیخان مسلمان کو لٹا دیا (حیات طیبہ ص ۲۱۸)، اختصار
 سے مادر جو داس بیان مسلمانوں کے ساتھ اسمعیلی مسلمانوں کی دشمنی دلاتا
 تھا۔ بھرنی اندازہ لکھا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں پر اسمعیل کے مغل لئے کا یہ عالمہ تھا کہ

مرزا حیرت غیر علدوہی لکھتا ہے۔ ”ل فقط اس سعیل بحاب میں مجھے بچپن کو معلوم تھا اور اس کا الیسا خود پچھا یا ہوئا تھا۔ کہ دُر انبوش (مسکمانوں) کی خود تینیں اپنے بھومن کو اس سعیل کے نام سے ذرا اتنی تھیں

(حیاتِ طبیب ص ۲۳۶)

مارا بھی اور مردا یا بھی | اس سعیل دہلوی نے ہیرالال درا جہہ نہ اس کو راستھے کے کر خود بھی سلمانوں کو مارا، اور وحشی سکھوں کو چھڑا کر مسلمانوں کو ان سے بھی مردا یا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک موقع پر وہابی مولوی اس سعیل دہلوی کے پریسید صاحب ذرا یہوش ہو گئے تو اس سعیل صاحب ان کرے کر اور سلمانوں کو میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر سلمانوں کا کی حشر ہوا۔
سنئے مرزا حیرت لکھتا ہے :-

”مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کو روکا۔ مگر جب دیکھا کہ سید صاحب توبے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ہاتھ جب بشش نہیں لکھاتا۔ اور وہ (سید احمد) عنقریب سکھوں کے قبضہ میں آئے کوہیں (تو) آپ نے میدان سکھوں کے ہاتھ سون پ کر سید صاحب کو سنبھالا اور برشکل کنی آدمیوں کی مردے اپنے گھوڑے پر بجھا کر عدالت سید ان جنگ سے نکل آئے۔ جب عجاہدین نے سید صاحب و مولانا شہید کو اپنے میں نہ پایا۔ ان کے پریسی اکھڑ گئے۔ (چنانچہ) بعد حصہ ان کا سینگ سما یا۔ سر سیکھ ہو کر بھاگ کر سکھوں نے تعاقب کی اور مظلوم سلمانوں کو نہادت بے کسی کی حالت میں قتل کی۔ ان کا

سماں لٹ رہا تھا۔ اور ان کی جانیں صنائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کے
لینے کے دینے پڑ رہے تھے..... بہت سے مسلمان سکھوں نے قید
کر کے لا ہو روانہ کئے۔ جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے۔
(حیات طیبہ ص ۳۴۷)

اسی میں ہے کہ "آپ (اسکھیل دہلوی) کو ملک سیر چھوڑ رہے تو دو تین
دن ہی گزرے ہوں گے۔ کہ خالصہ فوج ساکنان سہ پہ آپڑی۔ اور دیسیوں کی
ایسی خوزریزی کی۔ کہ جس کی نظیر اس ملک کی تاریخ میں کہیں نہیں ملے گی۔ اہل سہر
کے مگر جلا دیئے۔ اور سکھوں کی جس تلوار نے ماوں کو قتل کیا انہی تلواروں
نے بچے بھی قتل کئے۔" (حیات طیبہ ص ۳۵۲)

سکھوں کے یہ سارے مخلالم اسکھیل کی گردان پر ہیں۔ جس نے وحشتی سکھوں
کو چڑایا۔ نہتے مسلمانوں کو ابھارا۔ اور بھر انہیں چھوڑ کر خود فرار کیا۔
اسکھیلی جہاد اسکھیلی جہاد کی ساری جذیاد محض و ہابیت کے فرد غیر۔
اقتدار کی ہوں اور شکم پرستی پر بنی تصمی، چنانچہ اُدھر تو
وہ انگریز بیاد رہے۔ اسکھیل صاحب کا پشت پناہ تھا۔ اور ادھر اسکھیل صاحب جہاد
کے نام پر چندہ بڑوں ہے تھے۔ شیعوں سے بھی اور سنیوں سے بھی۔ چنانچہ
مرزا حیرت ر قمبلراز ہے:-

"ابھی سید صاحب (بعد اسکھیل صاحب) اک چار دن لکھنؤ میں آئے
ہوئے گزرے تھے۔ دعوتوں کے بعد ناپیغام سنی اور شیعوں کے ہاں۔
کچک تھے۔ آئنی دعوتوں کیونکر منثور کر سکتے تھے۔ آپ نے عوام انقدر وہ لے

پر قناعت کی ہے۔ (حیات طیبہ حملہ ۲)

اسی میں ہے۔ ”انہوں نے یہ التزام کر لیا تھا۔ کہ اپنی کمائی کا آٹھواں حصہ سولانا شہید کے لشکر کی نذر کر دیں اور جو کچھ وقت فوتوں ان سے بن آؤے وہ لشکر اسلام کی خدمت کرتے رہیں“ (حیات طیبہ حملہ ۲۲۷)

نیز لکھا ہے: ”بایم مشورہ ہونے کے بعد ملے پایا۔ کہ مختلف شہروں میں مختلف آدمی روادہ کئے جائیں۔۔۔۔ اور جو کچھ ان سے وصول ہو۔ وہ سعید صاحب کی خدمت میں بروادہ کر دیں۔“ سید احمد صاحب نے سکھوں سے (برائے نام) جہاد کرنے کے لئے روپیہ جمع کرنے کے واسطے مختلف شہروں میں جلسے مقرر کئے۔ ان کا یہ کام تھا۔ کہ ہر قصبه اور گاؤں رکاؤں و عظام کہتے پھری اور سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے روپیہ جمع کریں۔“ (حیات طیبہ حملہ ۲۵۹-۲۶۰) اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صاحب تغیریۃ الایمان اسماعیل صاحب اور ان کے پیر سید احمد صاحب نے انتہائی چالاکی وہ شیاری کے ساتھ کتنے دفعہ بیانے پر لوگوں سے چند وصول کیا (اور آج ان کے پیر و کار طبی اپنے عقائد پر پڑھ ڈالنے اور پیش کا دھنڈہ کرنے کے لئے مختلف تحریکیں جنمائیں تو لوگوں کی جیسوں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور کئی سادہ نوع سُنی بھی ان کے جمال میں بھنس جاتے ہیں۔ ۴

ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

جہاں تک اسماعیل جہاد کا تعلق ہے۔ اس نام نہاد جہاد کے متعلق تو آپ پڑھی چلکے ہیں۔ باقی رہا جہاد کے نام پر چند تو یہ ہرف عیش و عشرت اور کم

پرستی کے لئے جمع ہوتا تھا۔ چنانچہ خود ایک بڑے غالی و متصحّب اور سلماںوں کے دشمن دہائی مولیٰ محبوب علی (جو سلم کھلایہ فتویٰ دینا تھا کہ سکھوں سے نہ یاد ہاں کلمہ گو کافروں دور انہوں) پر جہاد فرض ہے ॥ دیانت طیبہ حصہ ۲۱۸) نے اپنی ایک تقریب میں اسلامی تحریک جہاد کا راز فاش کر دیا تھا چنانچہ اس نے اسلامی مجاہد دل سے کہا کہ:-

"تم پہ بال بھوپیں اور دالہین کا حتیٰ ہے۔ تم ان کے حق کو تلف کر کے یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ لوگوں نے کہا جہاد کے لئے بیٹھے ہیں تو مولوی (محبوب علی) صاحب نے کہا کہ جہاد کہاں ہے؟ اور کس دن تھے کسی کافر کو قتل کی۔ اور کون سے ملک میں تمہارا عمل داخل ہے۔ صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکلانے کی فکر میں رہتے ہو۔ جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ ہے۔ بعض لوگ اس بہانے سے یہاں یعنی دہائی کی نسلکوں سے ملک تھی نہ انگریز دوں کے ساتھ جھگڑا تھا۔ نہ ہندوؤں سے دشمنی تھی اور نہ ہی شیعوں سے کبھی پر خاش تھی چنانچہ مرننا حیرت لکھتا ہے ہے:-

(دیانت طیبہ حصہ ۵۳)

و مابیت کا فروع چیز کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ دراصل مولوی اخیل دہلوی دہائی کی نسلکوں سے ملک تھی نہ انگریز دوں کے ساتھ جھگڑا تھا۔ نہ ہندوؤں سے دشمنی تھی اور نہ ہی شیعوں سے کبھی پر خاش تھی چنانچہ مرننا حیرت لکھتا ہے ہے:-

"سید صاحب اور پیار سے شہید کو شیعوں سے کچھ پر خاش توجیہی نہیں کہ خواہ مخواہ انہیں ستاتے۔ اور ان پر جعل کرتے ہے۔ پیار سے شہید تو اکثر اپنے دعویٰ میں شیعوں اور شیعی مذہب کا ادب سے ذکر کرتے

لہتے تھے" (حیات طیبہ ص ۲۶۱)

(اہل سنت کو شیعہ و شیعہ دوست کہنے والے ائمہ جیلوں کیلئے مجھ فکر ہے)

ائمیں صاحب کا اصل مقابلہ مسلمانین اہل سنت کے ساتھ تھا۔ اور وہ مسلمانوں کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرح جو کہ شیعہ وہابی بنانا چاہتا تھا۔ اور اس کی تحریک کی اصل غرض صرف دوستی کی اشاعت تھی۔ چنانچہ حیات طیبہ کا مصنف لکھتا ہے:-

"پیارے شہید کا پہلا مدعا یہ تھا۔ کہ دینِ خدا کی اشاعت ہو اور مسلمان اس پیدعتِ دشمن کی گھنگسو رہ گھٹا سے نکالیں۔ وہ مدعا جیسا ہٹلی میں حاصل ہوا تھا۔ ایسا اسی پہنچاب میں بھی حاصل ہوا۔ ۰۰۰۰۰... لوگ سچے محمدی (محمد بن عبد الوہاب کے پیر دکار) بننے لگے۔ گور پرستی اور پیر پرستی (دوستی کی مخصوص اصطلاح) کی پرستش کرو لات مار دی ڈا"

(حیات طیبہ ص ۳۲۱)

"ان رذولی اسماعیل) کا منشار یہ تھا کہ ہر مسلمان مسیح (وہابی) بن جائے اور دشمن و بدعت مسلمانوں میں سے نکل جائے" (حیات طیبہ ص ۲۶۲)

"پیارے شہید نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی زبان سے (خنی بخافی حفیلی۔ مانگی کی بجائے) یہ لکھوا دیا کہ ہم محمدی (محمد بن عبد الوہاب کے پیر دکار) ہیں۔ چاروں طرف سے آزادیں بلند ہو رہی تھیں۔ کہ اس ضلع میں اتنے محمدی (وہابی) آباد ہیں۔ اور اس ضلع میں اتنی تعداد محمدیوں (دوستیوں) کی ہے"

(حیات طیبہ ص ۲۷۱)

— ”وہ پارا شہید تھا جس نے ہندوستان میں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا خوشگواہ ثربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا۔ (نجدی۔ دلائی بنتا یا) (حیات طیبہ ص ۲۵۳)

ال عبارات وحوالہ جات سے دہلوی صاحب کی ساری جحد و جہد کا پس منظر بالکل صاف ہے ابھاتا ہے۔

افتخار کی خوشی | مولوی اسمعیل کے پیر سید احمد صاحب ناخواوندہ (زیرے جاء) تھے۔ (حیات طیبہ ص ۲۵۵)

ادھر ادھر مگھومنے پھر نے کے بعد کم و بیش ۴۰ سال کی عمر میں امیرخان پنڈاری کے لشکر میں جا کر سوراہول (ایمروں) میں نور کر ہو گئے تھے۔ چنانچہ دلائی مورخ لکھتا ہے۔

” طبیعت کی پر جوش حالت نے امیرخان پنڈاری کے لشکر کی طرف جو حملہ پڑا تھا۔ راہنمائی کی۔ اور آپ (سید احمد) نے دہان بجا کر سوراہول میں ملازمت اختیار کی۔ امیرخان کے لشکر کی کوئی باقاعدہ تنخواہ رکھی۔ کسی ریاست پر چاپا مارا۔ اگر دہان سے پکھا گا تھا لگ گیا۔ تو باہم تقسیم ہو گیا۔ زہا تھے لگا۔ تو لشکر میں فاقہ کشی رہی۔ لیٹروں کی کیفیت تھی،“ (حیات طیبہ ص ۲۵۶) سید احمد نے تقریباً سات برس تک امیرخان کی ملازمت کی، امیرخان چنگز انگریزوں کے ساتھ بھی مقابلہ کرتا رہتا تھا۔ اس لئے انگریزوں نے سید احمد صاحب کو اپنا ایجنسٹ منتخب کر کے ان کے ذریعہ امیرخان سے صلح کر کے

اس سے اپنا پیچھا چھڑا۔ پونکہ سید احمد صاحب کی وجہ سے یہ صلح ہوئی تھی
اس نے انگریز سید احمد صاحب سے بہت خوش تھے۔ مرزہ احیرت لکھتا ہے بہ
”سال ۱۸۲۳ تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے۔

مگر ایک ناموری کا کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کر ادی
..... لارڈ ہیٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری (ایجینٹی دلائی)
سے بہت خوش تھا۔ . . . سید احمد صاحب نے بڑی مشکل سے امیر احمد
خاں کو شیشہ میں اتمرا..... اور بڑی قیل و قال کے بعد . . . پھرے
ہوتے شیر (امیر احمد خاں) کو . . . (انگریزی پنجھرہ میں بند کر دیا۔) (بلطفہ)
(حیاتِ طیبہ ص ۵۰۵)

یہ ہیں دیوبندیوں دنایوں کے امیر المؤمنین اور ان کے پیارے شہید
کے پیر صاحب کے کارنامے۔ کہ انگریز کے زبردست نخلوں کو پوری جدو
حہمد کے ساتھ انگریزوں کا غلام بن کر اور ان کے پنجھرہ میں بند کر کے انگریز
کی ایجینٹی دلائی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ستم ظریغی و بد دیانتی کا یہ عالم
ہے کہ آج انہیں حضرات کو پاکستان کے پہلے بانی اور انگریزوں کے خلاف
بغادت کا علیحدا رنطا ہر کیا جا رہا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ خیر یہ
ایک جملہ معتبر ہے تھا۔ جو درمیان میں آگیا۔ ہم یہاں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں
کہ انہیں جاہل امیر خاں کے نوکر ولیمیروں میں بھرتی ہونے والے سید احمد
صاحب کو جب انگلیل صاحب جیسا چالاک مریدہ میں کیا۔ اور ان حضرات
نے انگریز کی سود و خوشنودی سے تحریک چلائی۔ تو کچھ علاقہ عجی چند روز کے لئے

اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور اپنی ہوں اقتدار و حکومت کو پورا کرنے کی خاطر سید احمد صاحب کی "امیر المؤمنین" (وغیرہ) کا پرچار کرنا شروع کر دیا۔ وہاںی مورخ حیرت لکھتا ہے :-

"ان (اسمعیل) کی عربی کے علم ادب اور علوم مختلف سے عظیم الشان واقفیت نے عام طور پر انہیں اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے امیر (سید احمد) کی مجددیت کے لقب کی جس کو انہوں نے خود قبول کر لیا تھا۔ بہت زور توڑ سے نائید کریں۔ اور لوگوں سے منوائیں"؛ مولانا شہید نے اس وقت مصلحت یہ بھی کہ اس ملک کے کل مولویوں سے یہ اقرار نامہ لکھوا لیا جائے کہ ہم نے سید صاحب کو امام تسلیم کیا۔ یہ تدبیر حیل گئی۔ اور نہ صرف پنجاب کے مولویوں نے بلکہ ہندوستان کے بھی اکثر علماء نے یہ اقرار نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ ہم سید احمد کو امام المسلمين تسلیم کرتے ہیں"؛ اسی بے نظر قومی جری اور شجاع نفس کی بدولت پنجاب کا یہ ساتھی سید صاحب کے زیر حکومت ہو گیا تھا۔ پنجاہ قلعہ لندن اور اسی کے تمام احصار نوبت بر نوبت فتح ہوتے گئے تھے؛ اخوند حیات طیبہ ص ۲۵۸-۲۹۸-۳۲۹۔

اس کے علاوہ "سید صاحب نے دنیٰ حکومت کی خوشی میں انسٹے طور سے اپنی ہمہ کنڈہ کرائی۔ جس پر اسمئہ احمد (الآیۃ) محمد اہوا تھا۔ مولانا شہید نے بھی ایک ہمہ کنڈہ کرائی۔ جس پر دادکشی الکتاب اسمعیل (الآیۃ) لکھا ہوا تھا" (حیات طیبہ ص ۳۸۷)

گویا پیر د مرید دنوں نے جناب احمد مجتبی اور حضرت اسمعیل علیہما الصلاحۃ

دالام کے متعلق دوں آیتوں کو مرتضی اعلام احمد قادر یانی کی طرح اپنے پرچیاں کریا۔ اب اس اسمعیلی دہلی حکومت میں کیا ہوا۔ وہ بھی سنئے !
وہاںی حکومت کے کر شے | مشہور دستبر دہلی مولیٰ مرنما جیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ :-

• سید صاحب نے مدد لے غازیوں کو مختلف عکدوں پر منفرد فرمایا تھا۔ کہ وہ شرح محمدی (محمد بن عبد الوہاب) کے موافق عمل کریں۔ مگر ان کی سختیاں حد سے باڑھ گئی قصیں وہ بعض اوقات بوجہ خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان (وہاںی غازیوں) سے نکاح کر لیں۔ اکثر بھائیں جو بعض حالات میں نکاح شناختی پرست دکتریں۔ زبردستی مسجد میں لے جائے کہ نکاح پڑھالیا جاتا ہے۔
 (حیاتِ طیبہ ص ۲۷۳)

• ایک لوگوں خالتوں نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو۔ مگر (نجدی دہلی اسمعیلی) مجاہد صاحب نور دے رہے ہیں نہیں ہونا چاہئے آخر ان باپ اپنی نوجہ ان لذکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے۔ اس کے سوا ان کو کچھ چارہ کارنہ تھا۔ (حیاتِ طیبہ ص ۲۷۴)

• ”قاضی شہر پاولہ سید مظہر علی صاحب (نجدی) نے مولانا شہید کے نتمی کی بنا پر اعلان دے دیا۔ کہ تین دن کے عرصہ میں ملک بشار میں جتنی مانڈیں (بیوگان) ہیں۔ رب کے نکاح ہو جانے فرزادی ہیں ورنہ اگر کسی مکھر میں رائٹہ رہ گئی۔ تو اس مکھر کو آگ لگادی جائے گی۔“
 (حیاتِ طیبہ ص ۲۷۵)

۔۔۔ ایک یورپین موڑخ (فہرٹ صاحب) تحریر کو تھا ہے: "چونکہ آپ (سید احمد و اسماعیل) کے ساتھی غریب الوطن تھے۔ اور اب انہیں جو راؤں کی بھی خواہش تھی۔ تو آپ (سید احمد) نے ایک فرمان بجارتی کیا کہ جتنی خواری لڑا کیاں ہیں۔ وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں (نجدی) مجاہدین کے لئے حاضر کی جائیں۔

دحیاتِ طیبہ ص ۵۶۳

شاندار و لاپت نسلگا "ایک ایک چھوٹے صندھ قصبہ گاؤں میں ایک ایک عامل سید صاحب کی طرف سے مقرر تھا۔ وہ نجدی بے چارہ جہانداری کیا سکت۔ اسے سید سے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام بے چارے کا نوں پر جارتی کرتا تھا۔ اور وہ اف ز کر سکتے تھے۔ کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا، شادی کرنا صب ان پر حرام ہو گیا تھا ز کوئی منسلسلہ ز کوئی دادرس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جانا کچھ بات ہی نہ تھا۔ کسی کی بیس بڑھی جوئی دیکھیں اس کے سب بال کتر اچھے بخنوں سے پہچھے تریشود دیکھی۔ لختہ اڑا دیا۔ تمام لک پشاور پر (نجدی تھوت سے) آفت چھارہ ہی تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے (ولاپت اسماعیلی) ملانوں کے ہاتھ میں تھا۔ جن کا جلیس سوا مسجد کے دلوڑ من کے کبھی کچھ نہ رہتا۔ اور اب ان کو منسلسل امور سلطنت بنادیا گیا تھا۔ اور پھر غصب یہ تھا۔ کہ ان پر کوئی حاکم مقرر نہ تھا۔ کہ ان کی اپل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرے۔ ان ہی بے دماغوں (ولاپتوں) کے فیصلے ناطق کچھے جاتے تھے

اور تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے، اس میں کوئی بات بھی قابل
گنسینگ اور ترمیم نہیں ہے۔ کیسا ہی پیغمبر مقدمہ ہوتا۔ اس کی گھڑی بھروسہ تحقیق نہ کی
جاتی۔ نہ اس پر خور کیا جاتا۔ بس (نجدی) ملاں جی کے سامنے گیا۔ اور انہوں
نے پھرٹ سے فیصلہ دیا۔ کون جھک جھک کرے اور کون تحقیق کی تکلیف
برداشت کرے۔ سید صاحب کی خدمت میں شکایتوں کی عرضیاں گز رہی
تھیں۔ مگر وہاں پر پش نہ ہوتی تھی (حیات طیبہ ص ۸۳)

اسکیعیل حکومت کا عہدناک حشر

اسکیعیل حکام و نجدی و ملی افران کی مذکورہ حرکات سے "تمام ملک پشاور
مجاہدین کے خلاف خمیر بست ہو گیا۔ بہت دھوم دھام سے سازشیں
ہونے لگیں۔ اور ایک عام کرام تمام غلک پشاور میں مج گیا..... انہوں
نے یہ مشورہ کیا۔ کہ یعنی دن کی مدت میں ان کو یہیں تباخ کر ڈالو۔ (چنانچہ)
فاضنی شہر مذکوری سیوط ناظمہ علی صاحب مع ساتھیوں کے سلطان محمد
گورنر پشاور کے دربار میں بلائے گئے۔ اور فوراً ان کا سر قلم کیا گیا۔ اور عام
حکم دے دیا کہ ایک ایک مجاہد کو قتل کیا جائے۔ ساری رات میں کل (اسکیعیل)
مجاہدین کی جو بطور مختلف حصوں میں متعدد تھے۔ گردنیں اٹادی گئیں۔ اور نہایت
بے کسی کی حالت میں ان میں سے اکثر سڑکوں پر بکر دل کی طرح لٹا کر فرنج لئے گئے
یہ خوفی خبر و ختناک آگ کی طرح (دار الخلافہ) پنجاب میں سید صاحب کے
گوش میں بھی پہنچی۔ آپ یہ خبر گوش گز اور فرمائکر خون کے آں سرو ہئے، اور ایسا

صد مہہ ہو۔ کہ کل ارادے پست ہو گئے، اور ایسی مایوسی چھانی۔ کہ استقام کی بھی بحث نہ رہی۔ پیارے شہید کا دل سب سے زیادہ ٹوٹ گی تھا۔ اور وقت سخت ہر ماں کی بھرکی، ہوئی لفڑوں سے چاروں طرف نکلنے لگے۔

پیر و مرید کا فرار ”اب کیا تھا۔ کم ٹوٹ چکی تھی۔ اور پاؤں کے نیچے ایک کر کے دپاڑ بیل کر، ملک پنجاب کے بڑے حصہ پر سکھا یا تھا۔ اور وہ آنا فانا میں یوں خیر باد ہو گیا۔ کثیر التعداد مجاہدین کا حارہ جانا بھی قہرناک تھا اور پشاور کا ملک چمن جانا تو سب سے ہی زیادہ خوفی اثر پیدا کرنے والا تھا ان تمام ناگفتہ یہ غصب تاک صورتوں نے مولانا شہید کو بھا دیا..... سید صاحب مولانا شہید سے بھی زیادہ شکتہ خاطر تھے۔ آپ نے یہی بہتر جانا۔ کہ اس ملک پنجاب کو چھوڑ دینا پاہیزے۔ ہر چند لوگوں نے سمجھا یا۔ مگر آپ نے زمانہ (حیاتِ طیبہ صاحب) میں

جان بھی لاکھوں پائے.... مگر کوئی

(ٹوٹ) مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد صاحب کو شہید کہنا بالکل تنلاف واقعہ ہے۔ بھلا جو لوگ شانِ الہیت و شانِ رسالت کی اہانت دگستانی کے مرتکب ہوں۔ مسلمانوں کو کافر مشرک قرار دینا اور ناجائز ان کی عزت دہان دہان پر حملہ کرنا جن کا شیوه ہو۔ وہ شہید کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر سید احمد صاحب کے متعلق دلایہ کے مختلف اقوال و نظریات ہیں۔ جن کے پیش نظر انہیں شہید کہنا قطعاً علطہ ہے۔

مثلاً بحق سکھتے ہیں وہ آج تک پہاڑوں میں زندہ ہیں۔ اور مرزا حیرت نے یہ بھی لقول کیا ہے۔ کہ ”مشیر ائمہ مجاہدین کو یہ معلوم ہوا کہ سید صاحب آسمان پر بلا لئے گئے ہیں۔ اور دوبارہ آشریف لائیں گے۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی مقولہ ہے۔ کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا اسمعیل صاحب بھی آسمان پر پہنچے گئے“ (حیاتِ طیبہ ص ۵۲۶)

خود غلام رہنگار نے اسمعیل و سید احمد صاحب کے معتقد کو بھی یہ اقرار کرنا پڑا ہے۔ کہ ”سید صاحب کی موت و شہادت کا کوئی مکمل فیصلہ نہیں کیا جاسکتا“ (دیکھو سیرت احمد)

اور مولوی اسمعیل صاحب کے متعلق تاریخ ہزارہ و دیگر مؤرخین کے بیان کے مطابق صحیح و تحقیقی بات یہ ہے کہ جب اسمعیلی حکومت نے پٹھانوں کی لڑکیوں پر دست دلازی کی۔ ان کو کافر و مشرک مظہرا یا، اور ان پر دیگر مظالم ڈھلتے۔ (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) تو پٹھانوں نے اسمعیلی مجاہدوں کے ساتھ خود اسمعیل صاحب کو بھی ان کی غلط کار و ایسوں اندھے اعداء کی بنابر موت کے لحاظ اتار دیا۔ بہر حال یہ حضرات کسی طرح بھی شہید کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ ولنعم ما قيل له

وَهُوَ الْيَارِيْهُ نَجَدَ تَحَاوُهُ ذِيْجَعَ تَنَجَّ خَيَارَ هُوَ
وَهُ شَهِيدَهُ لِلِّيْ نَجَدَ تَحَاوُهُ ذِيْجَعَ تَنَجَّ خَيَارَ هُوَ

تجددی حکومت کے کارنامے | متعصب و ملکی مورخ حیرت
دہلوی نے ہندوستانی و ملکی

حکومت کے کرائموں کے ساتھ جو نجدی وہابی حکومت کے کارنامے درج کئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔ مرنے والی حیرت لکھتا ہے۔

”محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نواسے کے بیٹے سعد نے فتوحات کے بعد سید حاکر بلائے اقدس کام خ کیا اور خفیف سے مقابلہ کے بعد شہر کر بلہ پر سعد کا قبضہ ہو گیا۔ صد لاہور میں مقبرے جن پر سنبھلی کام ہو رہا تھا..... ڈھنادیئے گئے۔ اور شہزادائے کر بلا کے مزاروں کے آرائشی سامان فوراً آگ میں جلا دیئے گئے..... اس سال کے بعد اس کے پر جوش مذہبی دوہابی، لشکر نے مکہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ۷۴۰ھ اپریل ۱۸۰۲ھ میں سعد اپنے ہمراہ یوسف کے ساتھ طواف کے لئے کعبہ میں داخل ہوا۔ مقام کی بندرگی نے سعد کی کمی قدر وحثیانہ خونخوار روح کو ملامٹ کر دیا ہاں چاندی سونے کے حقے۔ ایرانی شال۔ گنگا جمنی کے ظروف۔ ریشمی ایرانی پوشائیں ایک جگہ جمع کئے گئے۔ اور ان سب کو آگ لگادی گئی۔ ۱۸۰۳ھ کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آگیا۔ مدینے لے کر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا۔ کہ اس نے اور مقبروں سے گزر کر خود بھی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی بھداہر لکھار چھت کو بر باد کر دیا۔ اور اس چادر کو اٹھا دیا۔ جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی رہتی تھی۔“ (حیاتِ طیبہ ص ۲۵۳-۲۵۴)

نجدی حکومت میں حقہ کی سزا

”حقہ پینے کی نالعت بہت سخت تھی۔ ایک دن الفاق سے محاسب نے ایک خاتون کو جو حقہ کی حد سے زیادہ عادی تھی حقہ پینے دیکھ لیا۔ وہ ہر چند چاہتی تھی کہ بچکر نکل جائے پر ممکن نہ ہوا۔ آخر دہ پکڑ لی گئی۔ اگر کوئی گھر سے پڑا سے (خاتون کو) سوار کیا گیا۔ اور اس کی گردان یہ اس کا حقہ رکھا گیا اور گھلی در گھلی اس سے پھیرا گی۔ اور پھر وہ شہر بدر کر دی گئی“
 رحیاتِ طیبہ ص ۳۷۴-۳۷۵

سکھ حکومت کے مرظالم | نجدی مظالم کی اس تفہیل کے بعد اب سکھوں کی حکومت پر بھی ایک نظر ڈالتے اور خود ہی اندازہ فرمائیئے کہ مسلمانوں کے حق میں نجدیوں اور سکھوں کی حکومت

میں کیا فرق ہے؟

”مسلمانوں کے نابالغ بچوں اور بیمار مردود اور عورتوں کو سکھوں نے بے رحمی سے قتل کیا۔ پاک مقابر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ لاہور میں جہانگیر کے مقبرہ سے قسمی تپھرا کھڑے گئے تھے سینکڑوں نام آور مسلمانوں کی قبریں اکھڑا کر چینکوادی تھیں۔ مسجدوں کی بے حرمتی کی جاتی تھی۔ (رحیاتِ طیبہ ص ۲۲۹-۲۳۵)

نجدیت و مایمت کی کہانی احادیث شریفہ کی زبان

مشکوٰۃ و مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرقع پر مال تقسیم فرمائے ہے تھے۔ فجاء دجل کث المحبۃ مشعر فوجنتین غائر العینین ناتی الجین مخلوق الراس مشعر الاذاد فقال اتق اللہ یا محمد۔ پس ایک شخص (ابوالوہبیہ) آپا جس کی حسنی دار ہی اپنے اونچے رخسار، گھری آنکھیں، ابھری ہوئی پیشانی منڈا ہوا سراور اونچا تمبد تھا۔ (فرزند ان نجدیت کا کتنا صحیح نقشہ ہے)

۵۔ سیرہ، تذخیر، اور سرمنڈا اور سربرفتہ

یہ گستاخ بنی کامختصر سا ایک خاکر ہے

پس اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ سے ڈر (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب میں ہی اللہ کی نافرمانی کر دیں (معاذ اللہ) تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ مجھے اہل زین پر امین (قاسم خزان) بتاتا ہے۔ اور تم سمجھے امین کہیں سمجھتے۔ پس ایک مرود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بانے اس گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر حضور نے ان کو منع فرمادیا۔ اور جب وہ پھر اتو بی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ ان من فضیلی هذل اقوماً يعْرَفُونَ القرآنَ لا يجاذِ
 حنا جس هم یسرون من الاسلام مسوق الشہم من الرمیة
 فيقتلون اهل الاسلام و یہ عوں اهل الاوثان الحدیث۔ یعنی
 اس کی اصل سے ایک قوم ہو گئی جو قرآن پڑھیں گے۔ لیکن وہ ان کے حلقوں
 سے تجاوز نہ کرے گا۔ (ولوں پر اثر نہ ہو گا) دین سے اس طرح خارج ہونے کے
 بیٹے تیرنکارے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کیاں گے۔ اور بت پرتوں
 کو چھوڑ دیں گے (مسلم شریف ص ۲۵۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵)
 اس حدیث پاک میں جو نشانیں بتائی گئی ہیں۔ وہ نجدیت کے علمبرداروں
 پر پوری طرح صادق آتی ہیں۔ ان کا علیہ ہو یہ اس آنے والے کے ساتھ
 ملتا ہے۔ اور اسی کی طرح یہ شان رسالت میں زبان درازی و نکتہ چینی
 کرتے ہیں۔ حسنور فرماتے ہیں۔ نجحے اللہ نے امین بندا ہے۔ فزانوں کی بجائی
 عطا فرمائی ہیں۔ اور میں رب کی نعمتیں تقسیم فرماتا ہوں (کما فی الاحادیث) مگر
 دلابی نہیں ملتے اور دیکھتے ہیں "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں
 (آغوشۃ الایمان بلفظہ) حسنور نے فرمایا وہ قرآن پڑھیں گے۔ دیکھ لیجئے
 ان لوگوں کو اپنی قرآن خوانی و قرآن دافی کا لکنادعویے ہے۔ کس طرح
 قرآن قرآن پنکارتے ہیں لیکن جو نکہ قرآن صرف ان کی زبان پر ہے۔ دل
 میں نہیں ہے۔ اس لئے پر لوگ قرآن پڑھ کر اٹے ترجیح سنتے۔ شان
 بیوت و دولت کی تحریر کرتے۔ بتوں اور مشرکوں کے بارہ میں نازل شدہ
 آیت کو حشرات ابیه عواد لیاء اور مسلمانوں پر بلا تکلف چسپاں کرنے ہیں

اور جب ان کو قرآن دافی کا نشہ زیادہ پڑھ جائے، تو یہ لوگ فقیر تریف کے ساتھ حدیث پاک کا بھی انکار کر کے منکر حدیث (چکرالوی) بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ عبد اللہ چکرالوی دبلی فے منکر حدیث ہو کہ قرآن کی آزادی میں فتنہ انکار حدیث کھڑا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ دیکھے یہ لوگ شروع ہی سے مسلمانوں کے ساتھ تو اڑتے چھکڑتے آئے ہیں۔ لیکن دشمنانِ اسلام ہندد۔ سکھ، انگریز کے ساتھ ان کے گھرے تعلقات ہیں۔ تغییل کے لئے پہچلنے اور اراق کا پھر مطالعہ کیجئے۔ اور تھوڑا فرمائیے۔ کہ سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ لوگ یہ مسیحون من الاسلام کے مصداق ہیں یا نہیں؟

اس کے علاوہ حضور نے نجدی و تائی فرقہ کی بعض اور ثانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ یقیلون من خیر قول البریتی (مسلم ص ۲۳۲) بظاہر دہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو۔ یامن قول خیر البریت بات پر حدیث کا نام لیں گے (حساشیہ شکرۃ ثبت) بختی احمد کم صلاتہ مع صلاتہم و صیامہم مع صیامہم (مسلم ص ۲۳۳) تم اپنی نمازوں روزوں کو ان کی نمازوں روزوں کے سامنے حیر کر جو گئے۔ سیاہم التحالت (مسلم ص ۲۳۳) ان کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ سرخوند ہے ہر چیز پر علمتیں بھی نجدیت میں پوری طرح موجود ہیں۔ یہ لوگ بظاہر اچھی باتیں کرتے اور اخلاق و ترافت کا ڈھنڈوڑھ پیٹھے ہیں۔ بات بات پر حدیث کا

کتاب هذا

منہ و جہہ ذیل مقامات سے دستیاب ہو سکتی ہے -

- ۱ - کتب خانہ رضویہ چوک دالنگر ان لاہور
- ۲ - نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور
- ۳ - کتب خانہ ماہ طیبیہ کوٹلی لوہار ان ضلع میالکوٹ
- ۴ - مسکتبہ رضائیہ مصطفیٰ چوک دار اسلام کو جرانوالہ
- ۵ - منی رضوی کتب خانہ جوہنگ باز نوری بکڈڑو متصل دربار داتا صاحب